تالیف:
آقائے نعمت اللہ یوسفیان

ترجمہ:
مولانا عباس رضا جلالپوری

اسلامی گھرانہ

تالیف

نعمت اللہ یوسفیان

ترجمہ

عباس رضا جلالپوری

ناشر

تنظیم المکاتب

گولہ گنج۔ لکھنؤ

فون 2615115 فیکس 2628923

نام کتاب — اسلامی گھرانہ

ترجمہ

احکام خانوادہ

تالیف — نعمت اللہ یوسفیان

ترجمہ — عباس رضا جلالپوری

نظر ثانی — مجلس ادارت

کمپوزنگ — سید محمد عباس رضوی

مطبوعہ — اے۔بی۔سی آفسیٹ پریس۔دہلی

سنہ طباعت — اگست، ۲۰۰۹ء

تعداد — ایک ہزار

ناشر — تنظیم المکاتب لکھنؤ۔۱۸ (ہندوستان)

قیمت — 35

فہرست

عرض تنظیم	....	۵
مقدمہ	....	۷
پہلا سبق	شادی کی اہمیت	۹
دوسرا سبق	صحیح عقد کی شرطیں	۱۳
تیسرا سبق	نکاح کو باطل کرنے والے عیوب	۱۸
چوتھا سبق	شادی کی حرمت کے اسباب (۱)	۲۴
پانچواں سبق	شادی کی حرمت کے اسباب (۲)	۲۹
چھٹا سبق	شادی کی حرمت کے اسباب (۳)	۳۴
ساتواں سبق	فیملی کے حقوق (۱)	۴۰
آٹھواں سبق	فیملی کے حقوق (۲)	۴۵
نواں سبق	بچوں کے حقوق	۵۱
دسواں سبق	طلاق (۱)	۵۷

گیارہواں سبق	طلاق (۲)..	۶۳
بارہواں سبق	طلاق (۳)..	۶۸
تیرہواں سبق	عدّہ..	۷۱
چودہواں سبق	زوجہ وشوہر کی میراث..	۷۷
پندرہواں سبق	نذر..	۸۲
سولہواں سبق	حج..	۸۸

عرض تنظیم

تحریک دینداری کے پہلے مرحلہ میں بانی تنظیم المکاتب خطیب اعظم مولانا سید غلام عسکری طاب ثراہ نے اگر چہ اپنی توجہ "قیام مکاتب" پر مرکوز رکھی تھی مگر آپ کا نصب العین اس قوم کی ہر فرد کو دیندار بنانا تھا۔ دینی معلومات کے بغیر دینداری کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ مکتب، مدرسہ، اسکول، کالج میں تعلیم حاصل کرنے کے علاوہ معلومات میں اضافہ کا بہترین ذریعہ مطالعہ ہے۔ کتابوں کے معیار اور مطالعہ کے رجحان سے قوموں کی حیثیت متعین ہوتی ہے۔ اسی لیے بانی تنظیمؒ نے روز اول نہ صرف یہ کہ مکاتب کے ساتھ شعبۂ نشر و اشاعت کو تنظیم المکاتب کے بنیادی اہداف میں شامل فرمایا بلکہ قیام تنظیم المکاتب سے کافی عرصہ پہلے تنویر بکڈپو کے نام سے انھوں نے ایک نشریاتی ادارہ قائم کیا تھا۔ جس سے متعدد کتب بھی شائع ہوئیں اور قیام تنظیم المکاتب کے بعد بانی تنظیمؒ نے اس کو تنظیم المکاتب میں ضم کر دیا۔

خطیب اعظمؒ کی زندگی میں شعبۂ نشر و اشاعت سے درسی کتب کے علاوہ حسب ضرورت و امکان متعدد علمی کتب شائع ہوئیں۔ پھر اس ذمہ داری کو علامہ جوادیؒ نے سنبھال لیا اور ان کے رشحات قلم سے قوم فیضیاب ہوتی رہی۔ علامہؒ مسلسل لکھتے رہتے تھے اور اپنی تصانیف ادارہ کے حوالہ کر دیتے تھے۔

علاّمہ جوادی طاب ثراہ کی وفات کے بعد یہ سلسلہ کچھ متاثر ہوا، مگر اللہ کے کرم سے دوبارہ اس خدمت کی رفتار میں اضافہ ہوگیا ہے اور افاضل قم کے تعاون سے متعدد کتب کے ترجمے منظر عام پر آچکے ہیں۔

انتخاب و اشاعت کتب میں اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ ایک مؤمن

کے لئے لازمی عقائد واحکام، تفسیر وعلوم قرآن، حدیث وکلام، تاریخ وسیرت، اخلاق وتربیت جیسے تمام دینی موضوعات پر ہر سطح فکر کے لئے مواد فراہم ہوجائے۔

زیرِنظر کتاب ''اسلامی گھرانہ'' ترجمہ ''احکام خانوادہ'' بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ جس کے مؤلف حجۃ الاسلام والمسلمین آقائی نعمت اللہ یوسفیان ہیں۔ امید ہے کہ اہلِ فکرونظر اس ذخیرہ سے بھرپور فائدہ اٹھائیں گے۔

اس کتاب کی اشاعت میں جن حضرات نے تعاون فرمایا ہم ان کے شکر گزار ہیں۔ مترجم کتاب جناب مولانا عباس رضا جلالپوری صاحب ہمارے خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں۔ جن کی کاوشوں سے زیرِنظر کتاب کی اشاعت کا شرف ہمیں حاصل ہورہا ہے۔

والسلام
سید صفی حیدر
سکریٹری تنظیم المکاتب
۱۷/ربیع الاوّل ۱۴۲۹ھ

''مقدمہ''

اسلام نے عبادت کے فرائض کے علاوہ امور اجتماعی، اقتصادی، سیاسی، حقوقی وغیرہ کیلئے کچھ جامع قوانین بنائے ہیں۔

زمانۂ ماضی سے علماء و مفکرین نے اس سلسلہ میں جو مسائل بیان کئے ہیں وہ عملی قوانین کا ایک حصہ ہے اور حقیقت میں یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں ہے جس کے لئے اسلام نے کوئی قانون نہ بنایا ہو اور کوئی فرض نہ مقرر کیا ہو بلکہ ہر ایک کے لئے کوئی نہ کوئی حکم موجود ہے۔

زیر نظر کتاب میں اسلام کے بعض عملی پروگرام جیسے شادی، طلاق، زوجہ و شوہر کی میراث وغیرہ کو سیکھنے کی گنجائش کی حد تک بیان کیا گیا ہے اس امید کے ساتھ کہ طلاب عزیز اسلام کے عملی پروگرام اور احکام سے واقف ہو کر اس کو عمل میں لائیں۔

آخر میں یہ بتانا ضروری ہے کہ

۱۔ اس کتاب میں (بحد امکان) مسائل کو گروہ بندی کی شکل میں پیش کیا گیا ہے۔

۲۔ تدریس کی سہولت کے لئے گروہ بندی کے طریقہ کی رعایت کرتے ہوئے بعض مقامات پر توضیح المسائل، تحریر الوسیلہ وغیرہ کی عبارت میں مختصر ترمیم کی گئی ہے یا صرف اس کا اقتباس پیش کیا گیا ہے۔

۳۔ معلمین بحث کو مکمل طور پر بیان کرنے کے لئے توضیح المسائل، تحریر الوسیلہ اور تدریس، احکام کے راہنما اصول کی طرف رجوع کریں اور کما حقہ تدریس کے لئے، مطالب، تقریر، بحث و مناظرہ کی روش سے استفادہ کریں۔

پہلا سبق

شادی کی اہمیت

شادی وہ فطری، حیاتی اور پاک وپاکیزہ امر ہے جو انسانی تقدیر سے وابستہ ہے۔جس کو اسلام میں بھی خاص اہمیت ہے اور اس کے مخصوص آداب ورسوم ہیں۔

حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں۔

"رَكْعَتَانِ يُصَلِّيهِمَا الْمُتَزَوِّجُ اَفْضَلُ مِنْ سَبْعِيْنَ رَكْعَةً يُصَلِّيهِمَا عَزَبٌ"

شادی شدہ کی دو رکعت نماز غیر شادی شدہ کی ستر رکعت نمازوں سے افضل و بہتر ہے۔(۱)

عقد نکاح اور اس کے احکام

اسلام میں شادی کرنے کے کچھ مخصوص آداب ورسوم ہیں جنھیں عقد نکاح کے نام سے جانا جاتا ہے۔

مدت کے اعتبار سے شادی کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔عقد دائم　　　　۲۔عقد موقت (متعہ)

عقد دائم ۔جس میں شادی کی مدت معین نہ ہو

عقد موقت ۔جس میں شادی کی مدت معین ہو مثلاً کسی عورت سے ایک گھنٹہ، ایک دن، ایک مہینہ، ایک سال یا اس سے زیادہ مدت کیلئے شادی کی جائے۔

صیغۂ عقد دو طرح سے پڑھا جاتا ہے

---

(۱)　(تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۲۳۶

الف ۔ جو مرد وعورت شادی کرنا چاہتے ہیں خود سے پڑھیں۔

ب۔ یا وکیل سے پڑھوائیں۔

وکیل کی قسمیں

۱۔ ایک شخص دونوں کی طرف سے وکیل ہو (احتیاط مستحب یہ ہے کہ ایسا نہ کیا جائے)

۲۔ دونوں کے وکیل الگ الگ ہوں۔

۳۔ دولھا اپنا اور اپنی دلہن کی طرف سے صیغۂ عقد جاری کرے۔ (احتیاط مستحب یہ ہے کہ ایسا نہ کیا جائے)

۴۔ خود دلہن دولھا کی جانب سے بھی صیغۂ عقد جاری کرے (احتیاط مستحب یہ ہے کہ ایسا نہ کیا جائے) (۱)

وضاحت

۱۔ وکیل کا مرد ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ عورت بھی وکیل بن سکتی ہے۔ (۲)

۲۔ مرد وعورت کو جب تک یہ یقین نہ حاصل ہو جائے کہ ان کے وکیل نے صیغۂ عقد جاری کر دیا ہے اس وقت تک ایک دوسرے کو لذت کی نگاہ سے دیکھنا جائز نہیں ہے اور صرف گمان کافی نہیں ہے۔ ہاں اگر وکیل خود کہے کہ میں نے عقد پڑھ دیا ہے تو کافی ہے۔ (۳)

"عقد پڑھنے کا طریقہ"

عقد دائم : الف۔ اگر صیغۂ عقد مرد وعورت خود ہی پڑھنا چاہتے ہیں تو مہر معین کرنے کے بعد پہلے عورت کہے: "زَوَّجْتُکَ نَفْسِیْ عَلٰی الصَّدَاقِ الْمَعْلُوْمِ"

---

(۱) (توضیح المسائل، مسئلہ ۲۳۶۷)

(۲) (توضیح المسائل م ۲۳۶۴)

(۳) (توضیح المسائل مسئلہ ۲۳۶۵)

میں خود کو معین مہر پر تمھاری زوجیت میں دے رہی ہوں۔ پھر مرد بلا فاصلہ کہے: "قَبِلْتُ التَّزْوِيجَ" میں نے اس شادی کو قبول کیا۔(۱)

ب: اگر کسی دوسرے شخص کو صیغۂ عقد جاری کرنے کیلئے وکیل بنائیں اور مثلاً مرد کا نام احمد اور عورت کا نام فاطمہ ہو تو عورت کا وکیل کہے: "زَوَّجْتُ مُوَكِّلَتِيْ فَاطِمَةَ مُوَكِّلَكَ اَحْمَدَ عَلَى الصَّدَاقِ الْمَعْلُوْمِ" میں اپنی موکلہ فاطمہ کو معین مہر پر تمہارے موکل احمد کی زوجیت میں دے رہا ہوں"

پھر مرد کا وکیل بلا فاصلہ کہے: "قَبِلْتُ لِمُوَكِّلِيْ اَحْمَدَ عَلَى الصَّدَاقِ الْمَعْلُوْمِ" میں نے اس نکاح کو اپنے موکل احمد کے لئے معین مہر پر قبول کیا۔(۲)

عقد موقت :الف۔ اگر مرد و عورت خود صیغۂ عقد پڑھنا چاہتے ہیں تو مدت اور مہر معین کرنے کے بعد عورت کہے: "زَوَّجْتُكَ نَفْسِيْ فِي الْمُدَّةِ الْمَعْلُوْمَةِ عَلَى الْمَهْرِ الْمَعْلُوْمِ" میں اپنے کو معین مدت کیلئے معلوم مہر پر تمہاری زوجیت میں دے رہی ہوں۔ پھر مرد بلا فاصلہ کہے: "قَبِلْتُ" میں نے قبول کیا۔(۳)

ب۔ اگر دونوں کے وکیل صیغۂ عقد جاری کریں تو مدت اور مہر معین کرنے کے بعد پہلے عورت کا وکیل کہے: "مَتَّعْتُ مُوَكِّلَتِيْ مُوَكِّلَكَ فِي الْمُدَّةِ الْمَعْلُوْمَةِ عَلَى الْمَهْرِ الْمَعْلُوْمِ" پھر مرد کا وکیل بلا فاصلہ کہے: "قَبِلْتُ لِمُوَكِّلِيْ هٰكَذَا"(۴)

"یاد دھانی"

(صیغۂ عقد جاری کرنے کیلئے) وکیل کی چار صورتوں میں سے ہم نے فقط ایک صورت پر اکتفا کیا ہے۔ مذکورہ موارد میں غور کرنے سے باقی صورتیں بھی سمجھی جا سکتی ہیں۔

---

(۱)(توضیح المسائل م ۲۳۶۸)

(۲)(توضیح المسائل م ۲۳۶۸)

(۳)(توضیح المسائل مسئلہ ۲۳۶۹)

(۴)(توضیح المسائل مسئلہ ۲۳۶۹)

سوالات

۱۔ شادی کی اہمیت کے سلسلہ میں ایک حدیث پیش کیجئے؟

۲۔ کس وقت مرد وعورت ایک دوسرے پر لذت کی نگاہ ڈال سکتے ہیں؟

۳۔ کیا عورت نکاح پڑھنے کے لئے وکیل بن سکتی ہے؟

۴۔ مرد وعورت کے ذریعہ سے عقد دائم اور عقد موقت پڑھنے کا طریقہ بیان کیجئے؟

دوسرا سبق

صحیح عقد کی شرطیں

عقد صحیح ہونے کے چند شرائط ہیں:

۱۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ عقد صحیح عربی زبان میں پڑھا جائے۔ (۱)

۲۔ مضمون عقد کا قصد کیا جائے۔ (۲)

۳۔ قصد انشاء ہو۔

۴۔ صیغہ عقد پے در پے پڑھا جائے یعنی ایجاب وقبول کے درمیان فاصلہ نہ ہو۔

۵۔ عقد منجز ہو۔ (یعنی مشروط نہ ہو۔ اگر عقد کسی خاص وقت یا شرط کے حصول پر موقوف ہو تو باطل ہے)

۶۔ عقد پڑھنے والے بالغ وعاقل ہوں۔

۷۔ زوجین (مرد وعورت) معین ہوں۔ (۳)

۸۔ مرد وعورت شادی سے راضی ہوں۔ (۴)

---

(۱) (مسئلہ ۲۳۷۰)

(۲) (تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۲۴۸/م ۷)

(۳) (تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۲۴۹/م ۱۲۔۸)

(۴) (توضیح م ۲۳۷۰)

وضاحت

۱۔ اگر خود مرد و عورت صحیح عربی میں صیغہ نہیں پڑھ سکتے تو جس لفظ میں بھی ادا کرلیں صحیح ہے اور وکیل بنانے کی ضرورت نہیں ہے لیکن ایسے الفاظ بولیں جو ''زَوَّجْتُ وَ قَبِلْتُ'' کے معنی ادا کرسکے۔ (۱)

۲۔ **قصد انشاء** : اگر مرد و عورت خود سے صیغہ جاری کریں تو عورت کے ''زَوَّجْتُ نَفْسِیْ'' کہنے کا مطلب یہ ہو کہ وہ خود کو اس مرد کی بیوی قرار دے رہی ہے اور مرد کا ''قَبِلْتُ التَّزْوِیْجَ'' کہنے کا مطلب یہ ہو کہ اس عورت کو خود اپنی زوجیت کے لئے قبول کر رہا ہے اور اگر ان دونوں کے وکیل صیغہ پڑھ رہے ہیں تو زَوَّجْتُ وَ قَبِلْتُ سے ان کا قصد یہ ہے کہ وہ دونوں (مرد و عورت) جنھوں نے انکو وکیل مقرر کیا ہے اس وقت سے شوہر و بیوی ہیں۔

۳۔ عقد نکاح میں زوجہ و شوہر کے معین کرنے سے مراد یہ ہے کہ ان کا نام لیں یا ان کی طرف اشارہ کریں یا ایسی صفت بیان کریں جس سے دوسروں سے امتیاز حاصل ہو جائے اسی لئے اگر کسی کے پاس چند بیٹیاں ہوں اور وہ مرد سے کہے ''زَوَّجْتُکَ اِحْدَیٰ بَنَاتِیْ'' میں اپنی ایک بیٹی کا عقد تمھارے ساتھ کر رہا ہوں اور مرد کہے: ''قَبِلْتُ'' تو یہ عقد اس لئے باطل ہے کہ اس میں کسی خاص بیٹی کا تعین نہیں ہے۔ (۲)

۴۔ زوجہ و شوہر شادی سے راضی ہوں۔ لیکن اگر عورت ظاہراً کراہت سے اجازت دے لیکن دل سے راضی ہو تو عقد صحیح ہے۔

۵۔ اگر میاں بیوی دونوں یا کسی ایک کو شادی کے لئے مجبور کیا جائے اور عقد پڑھنے

---

(۱) (م ۲۳۷۰)

(۲) (مسئلہ ۲۳۷۰)

کے بعد نکاح سے رضامندی کا اظہار کردے تو عقد صحیح ہے۔(۱)

٦۔ بالغ و عاقل لڑکی اگر باکرہ ہو اور شادی کرنا چاہتی ہے تو والد یا دادا سے اجازت لینا ضروری ہے۔ لیکن اگر والد یا دادا کے حاضر نہ ہونے کی صورت میں اجازت لینا مشکل ہو اور ادھر شادی کرنا بھی ضروری ہو تو پھر اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی طرح اگر لڑکی کسی ایسے لڑکے سے شادی کی خواہش مند ہے جو شرعی اور عرفی لحاظ سے اس کا ہم رتبہ ہے لیکن والد یا دادا منع کریں تو اجازت لینا ضروری نہیں ہے۔(۲)

چند نکتے

۱۔ **مہر**: اسلام نے عقد نکاح میں عورت کیلئے مرد پر (ایک بہترین تحفہ کے عنوان سے) مہر واجب کیا ہے، جو عورت کی ملکیت کا معاوضہ نہیں ہے بلکہ محبت کی نشانی ہے اسی لئے قرآن نے اس کیلئے ''صداق'' کا لفظ استعمال کیا ہے، ارشاد ہوتا ہے! ''وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً'' اور عورتوں کو ان کا مہر خوشی خوشی دے ڈالو۔(۳)

دوسری طرف اسلام نے کم مہر لینے کی تاکید کی ہے، مہر کم لینے والی عورت کی تعریف کی ہے اور زیادہ مہر لینے والی عورت کی مذمت کی ہے۔

حضرت رسول اکرمؐ ارشاد فرماتے ہیں:

''وَالَّذِی بَعَثَنِی بِالْحَقِّ نَبِیّاً وَّ رَسُوْلاً مَّا مِنْ اِمْرَئَةٍ ثَقُلَتْ عَلٰی زَوْجِهَا الْمَهْرَ اِلَّا ثَقَّلَ اللّٰهُ عَلَیْهَا سَلَاسِلَ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ''

---

(۱) مسئلہ ۲۳۷۴

(۲) (مسئلہ ۲۳۷۶،۷۷، تحریر الوسیلہ، ج۲، ص۲۵۴، م۲)

(۳) (سورۃ النساء آیت ۴)

قسم اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی اور رسول بنا کر بھیجا جس عورت نے اپنے شوہر پر زیادہ مہر کا بوجھ ڈالا پروردگار عالم جہنم کی آگ کی زنجیر کا ہار اس کے گلے میں ڈال دے گا۔(۱)

۲۔شریک حیات میں ایمان و اخلاق کی جھلک ہو۔شریک حیات کے انتخاب میں ایمان اخلاق کا لحاظ رکھنا چاہئے اور اپنے لئے ایسے ہمسر و کفو کا انتخاب کرنا چاہئے جو پاک طینت اور اخلاق و کمالات کی مکمل تصویر ہو اور زندگی میں خنکئ چشم کا باعث ہو۔

پیغمبر اکرمؐ فرماتے ہیں:

"اِنَّ خَیرَ نِسَائِکُمْ ! اَلْوَلُوْدُ الْوَدُوْدُ الْعَفِیفَۃُ الْعَزِیزَۃُ فِیْ اَھلِھَا الذَّلِیْلَۃُ مَعَ بَعْلِھَا اَلْمُتَبَرِّجَۃُ مَعَ زَوْجِھَا اَلْحِصَانُ عَلیٰ غَیرِہٖ الَّتِی تَسْمَعُ قَوْلَہٗ وَ تُطِیْعُ اَمْرَہٗ"

سب سے بہترین عورت وہ ہے جو زیادہ (اور اچھے) بچوں کو جنم دینے والی، مہربان اور پاکدامن ہو، اپنے خاندان میں سر بلند اور شوہر کیلئے خاضع اور نرم خو ہو، زینت و آرائش اپنے شوہر کے لئے کرتی ہو اور دوسروں سے اپنے شوہر کے مال کی حفاظت کرنے والی ہو، شوہر کی باتوں پر کان دھرتی ہو اور مکمل مطیع و فرماں بردار ہو۔(۲)

---

(۱)(مستدرک الوسائل/ج۱۵/ص۶۸)

(۲)(وسائل الشیعہ ج۱۷/ص۱۴)(بیروت)

سوالات

۱۔ نکاح صحیح ہونے کی کوئی چار شرطیں تحریر کیجئے؟

۲۔ قصد انشاء کسے کہتے ہیں؟

۳۔ شادی کے سلسلہ میں مرد و عورت کی رضامندی سے کیا مراد ہے؟

۴۔ باکرہ لڑکی کو کس وقت والد یا دادا سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے؟

۵۔ مہر کا فلسفہ بیان کیجئے؟

تیسرا سبق

نکاح
کو
باطل کرنے والے عیوب

اس سبق میں ان عیوب کے اقسام واحکام بیان کئے جائیں گے جو نکاح ٹوٹ جانے کا سبب بنتے ہیں۔

"اقسام عیب"

مرد وعورت کے خصوصیات کے لحاظ سے عیوب کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ مشترک: دیوانہ پن (مرد پاگل ہوجائے یا عورت)

۲۔ مرد سے مخصوص

۱۔ ہجڑا ہونا (مردانگی کا ختم ہوجانا)

۲۔ عضو تناسل کٹ گیا ہو اور ہمبستری پر قادر نہ ہو۔

۳۔ جنسی تعلقات کی قوت نہ رکھتا ہو۔

۳۔ عورت سے مخصوص۔

۱۔ نابینا ہو۔

۲۔ کوڑھ (جذام) کی بیماری لاحق ہو۔

۳۔ برص کی بیماری لاحق ہو۔

۴۔ قرن: یعنی عورت کی بچہ دانی میں گوشت، ہڈی یا غدود ہو جو نزدیکی کرنے سے مانع ہو اور مرد جنسی تعلقات قائم نہ کر سکتا ہو۔

۵۔ افضا: جس کے پیشاب اور حیض کا مقام ایک ہو گیا ہو یا حیض اور پائخانہ کا مقام ایک ہو گیا ہو۔

۶۔ ظاہری طور پر مفلوج ہو (چاہے بالکل صاحب فراش نہ ہو) (۱)

"یاد دھانی"

۱۔ گذشتہ بیان سے واضح ہو جاتا ہے کہ مرد میں چار اور عورتوں میں سات عیوب نکاح ٹوٹنے کا باعث ہیں۔

۲۔ مرد یا عورت کے بانجھ ہونے سے عقد نہیں ٹوٹتا۔ (۲)

۳۔ مرد میں سفید داغ اور کوڑھ کے پائے جانے سے عورت نکاح کو باطل نہیں کر سکتی۔ (۳)

"احکام عیوب"

۱۔ عقد نکاح کے بعد اگر عورت کو علم ہو کہ اس کا شوہر دیوانہ ہے یا عضو تناسل نہیں رکھتا یا ہمبستری کی صلاحیت نہیں پائی جاتی یا ہجڑا ہے تو عقد توڑ سکتی ہے۔ (۴)

۲۔ مذکورہ عیوب کی وجہ سے اگر مرد یا عورت نکاح توڑ دیں تو بغیر طلاق کے ایک دوسرے

---

(۱) (تحریر الوسیلہ ص ۲۹۲)

(۲) (تحریر ج ۲/ص ۲۹۳/م ۲)

(۳) (تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۲۹۳/م ۳)

(۴) توضیح المسائل/م ۲۳۸۲

سے علیحدہ ہو سکتے ہیں۔(۱)

۳۔ مباشرت کی صلاحیت نہ رکھنے کی وجہ سے اگر عورت نکاح توڑ دے تو شوہر پر نصف مہر دینا واجب ہے لیکن اگر مذکورہ عیوب کے علاوہ کسی دوسرے سبب سے مرد یا عورت عقد کو باطل کر دیں اور مرد نے ابھی تک عورت سے نزدیکی نہ کی ہو تو اس پر کوئی چیز واجب نہیں ہے اور اگر نزدیکی کی ہے تو مکمل مہر دینا واجب ہے۔(۲)

۴۔ عقد نکاح کے بعد اگر مرد کو علم ہو کہ عورت میں سات عیوب میں سے کوئی ایک عیب پایا جاتا ہے تو عقد توڑ سکتا ہے۔(۳)

۵۔ عورت کے یہاں عقد سے پہلے پائے جانے والے عیب کی وجہ سے عقد باطل ہوگا کیونکہ عقد کے بعد پیدا ہونے والے عیوب معتبر نہیں ہیں چاہے وہ عیوب جنسی تعلقات سے پہلے ابھریں یا بعد میں۔(۴)

وضاحت

۱۔(عیب پائے جانے کی وجہ سے) مرد و عورت کو فوراً نکاح توڑ دینا چاہئے عیب کا علم ہو جانے کے بعد اگر فوری کارروائی نہ کی تو عقد لازم ہو جاتا ہے۔ لیکن عقد توڑنے یا فوری کارروائی سے ناواقفیت کی صورت میں معذور قرار دیئے جائیں گے۔ لہٰذا ناواقفیت کی صورت میں (جبکہ اگر معلوم ہو جائے تو عقد توڑ دے) نکاح فسخ کرنے کا حق زائل نہ ہوگا۔(۵)

---

(۱)(م۲۳۸۲)

(۲)(توضیح المسائل م۲۳۸۳)

(۳)(توضیح المسائل ۲۳۸۰)

(۴)(تحریر الوسیلہ ج۲/ص۲۹۳/م۱)

(۵)(تحریر الوسیلہ ج۲/ص۲۹۳/م۴)

۲۔ مرد وعورت ایک دوسرے میں عیب پائے جانے کی وجہ سے حاکم شرع کی اجازت کے بغیر نکاح توڑ سکتے ہیں۔ لیکن مرد میں جنسی صلاحیت نہ پائے جانے کی صورت میں حاکم شرع کی طرف رجوع کیا جائے گا البتہ حاکم شرع مدت معین کریگا عقد توڑنے کا حکم جاری نہیں کرے گا۔ لہٰذا اگر معینہ مدت میں مرد کو جنسی طاقت حاصل نہ ہو تو عورت حاکم شرع کی طرف رجوع کئے بغیر خود عقد توڑ سکتی ہے۔(۱)

۳۔ اگر مرد جنسی تعلقات سے پہلے عورت میں پائے جانے والے عیب کی وجہ سے نکاح توڑ دے تو مہر ادا کرنا ضروری نہیں ہے اور اگر نزدیکی کے بعد توڑے تو مہر مسمّٰی اس پر لازم ہے۔ اسی طرح اگر عورت جنسی تعلقات کے بعد مرد میں پائے جانے والے عیب کی وجہ سے عقد باطل کردے تو مکمل مہر کی مستحق ہوگی اور اگر نزدیکی سے پہلے ایسا کیا ہو تو عورت کسی چیز کی مستحق نہ ہوگی۔ لیکن مرد میں جنسی طاقت نہ ہونے کی وجہ سے نصف مہر مسمّٰی کی مستحق ہے۔(۲)

ایک نکتہ

تدلیس اور فریب کاری کی وجہ سے بھی عقد ٹوٹ جاتا ہے۔

تدلیس : مرد کے سامنے عورت کو صحیح وسالم بتا کر پیش کیا جائے جس سے اس کو دھوکہ ہو جائے یا عورت کے عیوب بیان کرتے وقت گھما پھرا کر بات کی جائے یا چپ رہا جائے جس سے عورت کے عیوب مرد پر چھپے رہ جائیں اور اس کو یقین حاصل ہو جائے کہ عورت بے عیب ہے۔(۳)

---

(۱)(تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۲۹۴/م ۸)

(۲)(تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۲۹۴/م ۹)

(۳)(تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۲۹۵/م ۱۱)

فریب کے مقامات

۱۔ جن عیوب سے عقد ٹوٹ جاتا ہے مثلاً دیوانگی، نابینائی وغیرہ ان میں تدلیس کا کوئی اثر نہیں ہوتا مگر یہ کہ شوہر اپنا مہر اس سے جس نے اسے دھوکہ دیا ہے مانگ بیٹھے۔ البتہ مرد کو عیب کی وجہ سے عقد فسخ کرنے کا حق حاصل ہے تدلیس کے سبب نہیں۔

۲۔ عام نقائص جیسے ایک آنکھ سے کانا ہونے کو چھپایا جائے۔

۳۔ صفات کمال جیسے شرافت، حسب ونسب، خوبصورتی، کنوارا پن وغیرہ سے عورت کو متصف کرنا جبکہ اس میں یہ صفات نہ ہوں۔

قابل ذکر ہے کہ آخر کے دونوں موارد میں تدلیس سے اس وقت عقد باطل ہوگا جب عقد کے دوران نقص نہ ہونے یا کسی صفت کمال کے پائے جانے کی شرط لگائی گئی ہو۔ یا عقد کے وقت عورت کو کسی صفت سے متصف کریں مثلاً یہ کہیں: ''زَوَّجْتُکَ هٰذِهِ الْبَاکِرَةِ اَوْ غَیْرَ الثَّیِّبَةِ''

(میں نے اس باکرہ یا غیر شادی شدہ لڑکی کو تمھاری زوجیت میں دیا۔) بلکہ بظاہر اگر عقد سے پہلے خطبہ کے وقت کسی گفتگو پر عقد کی بنا رکھی ہو تو وہ بھی عقد ٹوٹ جانے کا سبب ہے۔(۱)

اگر عورت عقد سے پہلے یا دوران عقد اپنے کو کنواری بتا کر یا کسی شرط پر کسی مرد سے شادی کرلے اور وہ مرد کے نزدیک کنواری نہ ہو تو شہادت وگواہی یا عورت کے اقرار کرلینے سے کہ میں عقد سے پہلے باکرہ (کنواری) نہیں تھی مرد عقد توڑ سکتا ہے۔(۲)

---

(۱) (تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۲۹۵/م ۱۳)

(۲) (تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۲۹۶/م ۱۵)

سوالات

۱۔ جن عیوب سے عقد باطل ہو جاتا ہے ان سے مراد کیا ہے؟

۲۔ جن عیوب سے عقد باطل ہو جاتا ہے ان کی کتنی قسمیں ہیں؟

۳۔ کیا بانجھ ہونے سے عقد ٹوٹ جاتا ہے؟

۴۔ تدلیس کسے کہتے ہیں اس کے موارد بیان کیجئے؟

چوتھا سبق

شادی کی حرمت کے اسباب (۱)

اسباب تحریم: وہ اسباب جن سے مرد و عورت کے درمیاں شادی حرام ہو جاتی ہے اور نکاح صحیح نہیں ہوتا۔(۱)

شادی کی حرمت کے اسباب درج ذیل ہیں:

۱۔ نسبی رشتہ ۲۔ سببی رشتہ ۳۔ رضاعی (دودھ کا) رشتہ

۴۔ زنا ۵۔ تین مرتبہ طلاق دینا ۶۔ کفر

۷۔ حالت احرام میں شادی کرنا وغیرہ۔

(الف) **نسبی رشتہ**: یعنی ایک انسان دوسرے سے پیدا ہوا ہو یا دو انسان ایک ہی ماں باپ سے پیدا ہوئے ہوں۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ نسبی رشتہ سے مطلقا شادی حرام نہیں ہو جاتی بلکہ اس کلیہ سے چچا، پھوپھی، خالہ، ماموں کی اولاد مستثنیٰ ہے اور یہ ایک دوسرے سے شادی کر سکتے ہیں۔

نسبی رشتہ کے لحاظ سے مرد و عورت کے سات طرح کے افراد محرم ہیں اور ان میں آپس میں شادی کرنا حرام اور منع ہے۔

مرد کیلئے نسبی محارم: ۱۔ ماں، نانی اور اس سے اوپر تک ۲۔ بیٹی، نواسی، پوتی ۳۔ بہنیں ۴۔ بھتیجی اور اس کی اولاد ۵۔ بھانجی اور اس کی اولاد ۶۔ پھوپھی (اپنی پھوپھی،

---

(۱) (تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۲۶۲)

والدین کی پھوپھی اوراس سے اوپر تک)۷۔خالہ (اپنی خالہ، ماں باپ کی خالہ اوراس سے اوپر تک)(۱)

عورت کے لئے نسبی محارم:۔ مردوں کے مذکورہ سات قسم کے افراد کی طرح عورتوں کے لئے بھی سات طرح کے لوگ محرم ہیں۔

۱۔باپ، دادا اوراس سے اوپر تک ۲۔ بیٹا، پوتے، نواسے ۳۔ بھائی

۴۔بھتیجے اوران کی اولاد ۵۔ بھانجے اوران کی اولاد

۶۔۷۔ چچا اور ماموں۔ ماں باپ کے چچا اور ماموں اوراس سے اوپر تک

یاد دهانی

نسبی رشتہ دو طرح کا ہے:

۱۔ **شرعی**: شرعی شادی یا کسی سے شبہہ میں (اپنی عورت سمجھ کر) ہمبستری کر لینے سے حاصل ہوتا ہے۔

۲۔**غیر شرعی**: جو زنا کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے۔

میراث اوراس جیسے دوسرے احکام جو شریعت میں ثابت ہیں اگر چہ شرعی نسب سے مخصوص ہیں لیکن شادی کی حرمت کا موضوع شرعی و غیر شرعی دونوں رشتوں کو شامل ہے۔اس لئے اگر کوئی کسی عورت سے زنا کرے اوراس سے بیٹی اور بیٹے کی ولادت ہو تو ان دونوں کا آپس میں شادی کرنا حرام ہے اور زنا کار مرد یا عورت نے اگر صحیح شادی کر لی ہو یا کسی دوسرے سے زنا کر لیا ہو تو نتیجہ میں پیدا ہونے والی اولاد کا نکاح ایک دوسرے سے حرام ہے۔(۲)

(ب)۔**سببی رشتہ** :زوجہ و شوہر کے رشتۂ ازدواج میں منسلک ہونے کے

---

(۱)(تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۲۶۳)

(۲)(تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۲۶۴/م ۲)

بعد دوسرے رشتہ داروں کے ساتھ قائم ہوتا ہے۔(۱)

سببی رشتہ داری کی بنا پر جن افراد سے شادی کرنے کی ممانعت کی گئی ہے ان کے دو گروہ ہیں۔

(۱) جن افراد سے فقط سببی رشتہ داری قائم ہونے کی وجہ سے مردوں کے لئے شادی کرنا ہمیشہ کے لئے حرام ہے ان کے چار طبقے ہیں۔

(الف)۔ساس، ساس کی ماں اور اس سے اوپر والے۔

(ب)۔سوتیلی بیٹی اور اس کی اولاد۔

(ج)۔سوتیلی ساس اور دادی وغیرہ۔

(د)۔سوتیلے بیٹے کی بیوی، بہو اور سوتیلی بیٹی کے بیٹے کی بیوی۔(۲)

اسی طرح طرف مقابل میں عورتوں کیلئے سسر، سوتیلے بیٹے، سوتیلے باپ اور داماد سے شادی ہمیشہ کے لئے حرام ہے۔

دلچسپ نکات

۱۔سوتیلی بیٹی سے نکاح اس وقت حرام ہے جب اس کی ماں سے ہمبستری کی ہو ورنہ سوتیلی بیٹی یا اس کی اولاد سے بعینہ شادی حرام نہیں ہے بلکہ جب ماں اور بیٹی دونوں کو ایک ساتھ اپنی زوجیت میں رکھنا چاہے تو حرام ہے۔لیکن اگر کسی عورت سے نکاح کر کے ہمبستری نہ کی ہو اور وہ عورت مر جائے یا طلاق ہو جائے تو اس کی بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے۔(۳)

۲۔سوتیلی بیٹی سے شادی حرام ہے چاہے ماں کی زوجیت کے اوقات میں موجود ہو یا زوجیت سے خارج ہونے کے بعد پیدا ہوئی ہو۔لہٰذا اگر کسی عورت سے شادی کیا اور اس سے ہمبستری کرنے کے بعد طلاق دیدیا اور دوبارہ شادی کر لی اور دوسرے شوہر سے بیٹی پیدا ہو چکی ہو تو

---

(۱)(تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۲۷۷)

(۲)(تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۲۷۷/م ۱-۳)

(۳)(تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۲۷۷/م ۳)

یہ بیٹی ماں کے پہلے شوہر کے لئے حرام ہے۔(۱)

۳۔دو بہنوں کوایک ساتھ زوجیت میں رکھنا حرام ہے لہٰذا اگر دو بہنوں میں سے کسی ایک سے شادی کی پھر دوسرے سے کر لی تو دوسرا عقد باطل ہے۔(۲)

۴۔مذکورہ مسائل دائمی اور وقتی دونوں شادیوں کے لئے ہیں اور حرمت ازدواج کا مسئلہ متعہ میں بھی جاری ہوگا۔

۵۔عام طور سے لوگوں کے درمیان رائج ہے کہ کسی عورت کے محرم ہونے کے لئے اس کی بچی سے ایک یا دو گھنٹے کیلئے متعہ کر لیتے ہیں یہ مسئلہ اشکال سے خالی نہیں ہے۔لیکن زوجہ بنانے اور اس کی ماں کے محرم ہونے کیلئے بچی سے شادی کرنے میں احتیاط کو ترک نہیں کرنا چاہئے یعنی داماد ہونے کی وجہ سے ساس سے نکاح نہیں کر سکتا ہے۔(۳)

۶۔پھوپھی یا خالہ کی اجازت کے بغیر اس کی بھتیجی یا بھانجی سے شادی کرنا جائز نہیں ہے۔(۴)

---

(۱)(تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۲۷۷/م ۴)

(۲)(تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۲۸۰/م ۱۵)

(۳)(تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۲۷۷/م ۲)

(۴)(تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۲۷۸/م ۹)

سوالات

۱۔ حرمت ازدواج کے اسباب بتایئے؟

۲۔ محارم نسبی بیان کیجئے؟

۳۔ نسبی رشتہ کی وجہ سے کن افراد سے نکاح کرنا حرام ہے؟

۴۔ زوجہ کی بھتیجی یا بھانجی سے کب شادی کرنا صحیح ہے؟

پانچواں سبق

شادی کی حرمت کے اسباب (۲)

(ج) دودھ کا رشتہ: حرمت ازدواج کا تیسرا سبب دودھ پینے کے ذریعہ قائم ہونے والا جسے رضاعی رشتہ کہا جاتا ہے۔ اس کے احکام نسبی رشتہ کے مانند ہیں۔ جیسا کہ قرآن میں نسبی رشتہ کی وجہ سے حرمت ازدواج کے بیان کے بعد ارشاد ہوتا ہے،

''وَاُمَّهَاتُكُمُ اللّٰاتی اَرْضَعْنَكُمْ وَ اَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ''

دودھ پلانے والی مائیں اور رضاعی بہنیں (بھی تم پر حرام ہیں)(۱)

حضرت رسول اکرمؐ ارشاد فرماتے ہیں۔

''يَحْرُمُ مِنَ الرِّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ''

وہ افراد جو نسبی رشتہ کی وجہ سے حرام ہیں وہی رضاعی رشتہ سے بھی حرام ہیں۔(۲)

محرم ہونے کے شرائط۔

ہر طرح کی رضاعت بچہ کے محرم ہونے کا سبب نہیں ہے بلکہ اس کے چند شرائط ہیں:

۱۔ بچہ زندہ عورت کا دودھ پئے۔

۲۔ عورت کا دودھ فعل حرام کا نتیجہ نہ ہو (بلکہ معتبر یہ ہے کہ بچہ کی ولادت سے دودھ پیدا ہوا ہو۔

---

(۱)(سورۃ النساء/آیہ ۲۳)

(۲)(وسائل الشیعہ ج ۱۴/ص ۲۸۰)

لہٰذا اگر بغیر ولادت کے دودھ پیدا ہو چاہے عورت حاملہ ہو محرم نہیں بن سکتا۔)(۱)

۳۔ بچہ پستان سے دودھ پئے۔

۴۔ دودھ خالص ہو۔ اس میں کسی چیز کی ملاوٹ نہ ہو۔

۵۔ دودھ ایک ہی شوہر کا ہو۔

۶۔ بچہ کسی بیماری کی وجہ سے دودھ کی قے نہ کر دے۔

(احتیاط واجب کی بنا پر بچہ کے دودھ پینے کی وجہ سے جو لوگ اس کے محرم ہیں اس سے شادی نہیں کر سکتے اور اس پر محرمانہ نگاہ نہیں ڈال سکتے۔)

۷۔ پندرہ بار یا چوبیس گھنٹے مکمل دودھ پئے یا بچہ کو اس قدر دودھ پلایا جائے کہ یہ کہا جائے کہ اس کی ہڈیاں اسی دودھ سے مضبوط ہوئی ہیں اور بدن پر گوشت بھی اسی سے چڑھا ہے۔ (چوبیس گھنٹے کے اندر کوئی غذا نہ کھائے یا کسی دوسری عورت کا دودھ نہ پئے لیکن اگر اتنی تھوڑی غذا کھائے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ اس نے درمیان میں غذا کھائی ہے تو پھر کوئی اشکال نہیں ہے اور پندرہ مرتبہ ایک ہی عورت کا دودھ پئے اور اس دوران کسی دوسری عورت کا دودھ نہ پئے اور ہر بار بلا فاصلہ دودھ پئے ہاں اگر دودھ پیتے ہوئے سانس لے یا تھوڑا سا صبر و انتظار کرے گویا کہ جب اس نے پہلی بار پستان منہ میں لیا تھا اس وقت سے لے کر سیر ہو جانے تک ایک دفعہ دودھ پینا ہی شمار کیا جائے تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔)(۲)

۸۔ بچہ کی عمر دو سال مکمل نہ ہوئی ہو اور اگر اس کی دو سال عمر ہونے کے بعد اسے دودھ پلایا جائے تو کسی کا محرم نہیں بنتا۔(۳)

---

(۱)(تحریر الوسیلہ ج۲/ص ۲۶۵)

(۲)(توضیح المسائل م ۲۴۷۵)

(۳)(توضیح المسائل م ۲۴۷۴)

دودھ پلانے کے احکام

(الف) اگر کوئی عورت ایک بچہ کو ان شرائط کے ساتھ دودھ پلائے جو گذشتہ مسائل میں بیان ہوئے ہیں تو وہ بچہ مندرجہ ذیل لوگوں کا محرم بن جاتا ہے۔

۱۔ دودھ پلانے والی عورت جسے رضاعی ماں کہتے ہیں۔

۲۔ عورت کا شوہر جو دودھ کا مالک ہے۔ اسے رضاعی باپ کہتے ہیں۔

۳۔ اس عورت کے والدین اور جہاں تک یہ سلسلہ اوپر چلا جائے اگر چہ وہ اس عورت کے رضاعی ماں باپ ہی کیوں نہ ہوں۔

۴۔ اس عورت کے وہ بچے جو پیدا ہو چکے ہیں یا جو بعد میں پیدا ہوں۔

۵۔ اس عورت کی اولاد کی اولاد اور یہ سلسلہ جس قدر بھی نیچے چلا جائے اور اولاد کی اولاد چاہے حقیقی ہو یا اس کی اولاد نے ان بچوں کو دودھ پلایا ہو۔

۶۔ اس عورت کی بہنیں اور بھائی چاہے وہ رضاعی ہوں۔

۷۔ اس عورت کے چچا اور پھوپھی چاہے وہ رضاعی ہوں۔

۸۔ اس عورت کے ماموں اور خالہ چاہے وہ رضاعی ہی کیوں نہ ہوں۔

۹۔ اس عورت کے اس شوہر کی اولاد جو دودھ کا مالک ہے اور جہاں تک بھی یہ سلسلہ نیچے چلا جائے اگر چہ اس کی اولاد رضاعی ہی کیوں نہ ہو۔

۱۰۔ اس عورت کے اس شوہر کے والدین جو دودھ کا مالک ہے اور جہاں تک بھی یہ سلسلہ اوپر چلا جائے۔

۱۱۔ عورت کے اس شوہر کے بھائی بہن جو دودھ کا مالک ہے چاہے وہ اس کے رضاعی بھائی بہن ہی کیوں نہ ہوں۔

۱۲۔ عورت کا جو شوہر دودھ کا مالک ہے اس کے چچا، پھوپھیاں، ماموں اور خالائیں اور

جہاں تک یہ سلسلہ اوپر چلا جائے چاہے وہ رضائی ہوں۔(۱)

(ب) اگر کوئی عورت ایک بچہ کو دودھ پلائے تو وہ اس کے دوسرے بھائیوں کی محرم نہیں بن سکتی اور اس عورت کے رشتہ دار بھی اس بچے کے دوسرے بھائی بہنوں کے محرم نہیں بن سکتے ہیں (۲)

(ج) کوئی شخص اس لڑکی سے نکاح نہیں کر سکتا جسے اس کی ماں یا دادی نے دودھ پلایا ہو۔(۳)

(د) اگر کوئی عورت اپنے نواسے یا نواسی کو دودھ پلائے تو بچہ کی ماں اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی اور اگر کوئی عورت اس بچہ کو دودھ پلائے جو اس کی لڑکی کے شوہر کی دوسری بیوی سے پیدا ہوا ہو تب بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اگر کوئی عورت اپنے پوتے یا پوتی کو دودھ پلائے تو اس کے بیٹے کی بیوی جو اس دودھ پیتے بچہ کی ماں ہے اپنے شوہر پر حرام نہیں ہوگی۔(۴)

(ھ) کسی عورت نے اگر کسی مرد کے بھائی کو دودھ پلا دیا تو اس مرد کی وہ محرم نہیں ہوگی اگر چہ احتیاط مستحب کی بنا پر اس سے شادی نہیں کرنا چاہیے۔(۵)

نوٹ: جو افراد دودھ پینے کی وجہ سے رشتہ دار ہو جاتے ہیں مستحب ہے کہ ایک دوسرے کا احترام کریں لیکن میراث نہیں پا سکتے اور حقیقی رشتہ کے حقوق ان کے لئے نہیں ہیں۔(۶)

---

(۱)(توضیح المسائل م ۲۳۶۴)

(۲)(توضیح المسائل، م ۲۳۶۷)

(۳)(توضیح المسائل، م ۲۳۷۰)

(۴)(توضیح المسائل، م ۲۳۷۲)

(۵)(توضیح المسائل، م ۲۳۸۲)

(۶)(توضیح المسائل، م ۲۳۹۰)

سوالات

۱۔ رضاعی رشتہ کسے کہتے ہیں؟
۲۔ محرم ہونے کے لئے دودھ پلانے کے شرائط کیا ہیں؟
۳۔ بعض رضاعی محارم بیان کیجئے؟
۴۔ اگر کوئی عورت اپنے نواسے یا نواسی کو دودھ پلادے تو کیا حکم ہے؟
۵۔ کسی شخص کو دودھ پلادینے والی عورت کیا اس شخص کے بھائی کے لئے محرم ہو جائے گی؟

چھٹا سبق

شادی کی حرمت کے اسباب (۳)

(د) **زنا**: حرمت ازدواج کا چوتھا سبب زنا ہے۔ اگر کوئی مرد مندرجۂ ذیل عورتوں سے زنا کرلے تو وہ عورت ہمیشہ کے لئے اس شخص پر حرام ہو جائے گی۔

۱۔ شوہر دار عورت (چاہے شادی وقتی ہو یا دائمی)

۲۔ جو عورت طلاق رجعی کے عدہ میں ہو۔ (۱)

(ھ) **لواط**: کوئی شخص کسی لڑکے سے بدفعلی کرے تو اس لڑکے کی ماں، دادی، بیٹی بیٹی کی اولاد اور اس کی بہنیں اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہیں۔ (۲)

(و) **تین طلاق**: کسی شخص نے اگر اپنی بیوی کو تین بار طلاق دیدی ہے، تو اب وہ اس سے شادی نہیں کرسکتا ہے جب تک کہ کوئی دوسرا مرد (محلل) اس سے شادی نہ کرلے اور اگر نو مرتبہ طلاق دی ہو اور اس دوران دو (محلل) مرد نے اس سے شادی کی ہو تو نویں بار اپنے پہلے شوہر پر ہمیشہ کے لئے حرام ہے۔ (۳)

(ز) **کفر**: کفر بھی شادی سے مانع ہے۔

---

(۱) (توضیح المسائل م ۲۳۹۸ تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۲۸۱/م ۲۲-۲۳)

(۲) (تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۲۸۱/م ۲۴)

(۳) (تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۲۸۴/م ۱۲)

کافر: وہ شخص جو اسلام کے علاوہ کسی اور دین کا پیرو ہو۔ یا مسلمان ہو لیکن ضروریات دین (جیسے نماز، روزہ اور حج وغیرہ) کا منکر ہو گیا ہو اس طرح کہ رسالت کا انکار کر بیٹھے، پیغمبرؐ کو جھٹلائے یا اسلام کی مقدس شریعت کو ناقص اور سبک شمار کرنے لگے۔ یا پھر کفر آمیز کردار و گفتار اس سے صادر ہوں (۱)

کافر کے اقسام

اصلی کافر دو طرح کے ہیں۔

۱۔ کافر حربی ۲۔ کافر کتابی

کافر حربی: جیسے صہیونی، وہ افراد جو اسلام سے برسر پیکار ہوں اور ان کی حفاظت و کفالت اسلامی حکومت کے ذمہ نہ ہو۔ وغیرہ؟

کافر کتابی: وہ کافر جو ادیان الٰہی میں سے کسی ایک کا پیرو ہو اور ان ادیان میں اسلام کی نظر میں پیغمبرؑ اور آسمانی کتابیں پائی جاتی ہوں جیسے یہودی اور مسیحی؟

کافر کتابی کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ **کافر ذمّی** : جیسے وہ یہودی اور عیسائی جو حکومت اسلامی کی پناہ میں ہوں۔

۲۔ **کافر غیر ذمّی:** جیسے وہ یہودی اور عیسائی جو غیر اسلامی ممالک میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔

۲۔ مرتد کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ فطری ۲۔ ملّی

۱۔ **مرتد فطری:** وہ کافر ہے جس کا نطفہ منعقد ہوتے وقت اس کے والدین میں سے کوئی ایک مسلمان ہو اور بالغ ہونے کے بعد اس نے اسلام قبول کیا ہو اور پھر کافر ہو گیا ہو۔

۲۔ **مرتد ملّی۔** جس کا نطفہ منعقد ہوتے وقت اس کے والدین میں سے کوئی بھی مسلمان نہ ہو لیکن بالغ ہونے کے بعد اسلام کا اظہار کیا ہو اور پھر کافر ہو گیا ہو۔ (۲)

---

(۱) (تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۱۱۸)

(۲) (تحریر الوسیلہ ج ۲/ ۲۸۵)

غیر مسلم سے شادی کے احکام

۱۔ مسلمان عورت کی دائمی شادی یا متعہ کسی بھی کافر مرد سے حرام ہے۔

۲۔ مسلمان مرد کی شادی کافر عورت سے حرام ہے اور اس کی دو صورتیں ہیں۔

(الف) غیر کتابی: کسی بھی کافر عورت سے عقد دائمی جائز نہیں ہے۔

(ب) کتابی: جیسے یہودی اور مسیحی عورت سے شادی کرنا احتیاط واجب کی بنا پر منع ہے لیکن متعہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔(۱)

۳۔ ناصبی اور غالی مرد یا عورت سے شادی جائز نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ کفار میں شامل ہیں اگر چہ ظاہراً اسلام کو گلے لگائے ہوئے ہیں۔(۲)

(ناصبی۔ وہ افراد ہیں جو اہلبیتؑ سے کھلم کھلا دشمنی کا اظہار کرتے ہیں اور ان کو برا بھلا کہتے ہیں۔)

غالی۔ وہ افراد ہیں جو ائمہ معصومینؑ کے بارے میں غلو سے کام لیتے ہیں۔ یعنی ان کو الوہیت کی حد تک پہنچا دیتے ہیں یا ان کی نبوت کے قائل ہو جاتے ہیں)(۳)

دلچسپ نکات

۱۔ مومن مرد کا غیر ناصبی مخالف (سنّی) عورت سے شادی کرنا جائز ہے لیکن مومنہ عورت کے غیر ناصبی مخالف (سنّی) مرد سے شادی کرنے میں اختلاف ہے اگر چہ شدید کراھت و ناپسندیدگی کے باوجود جائز ہے البتہ ممکن ہو تو احتیاط کرنا چاہئے۔(۴)

---

(۱) (توضیح المسائل م ۲۳۹۷ تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۲۸۶/م ۷)

(۲) (تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۲۸۶/م ۷)

(۳) (تحلیل فقہی حقوق خانوادہ ص ۱۵۴/۵۵)

(۴) (تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۲۸۶/م ۸)

۲۔مجوسی عورت سے شادی کرنا حرام ہے۔(۱)

۳۔دین مقدس اسلام دوسرے مذاہب اورادیان کی شادی کے قوانین کومحترم جانتا ہے البتہ شادی خوداس مذہب کی نظر میں صحیح اور مذہبی شرائط کے ساتھ انجام پائے اوراس میں کتابی وغیر کتابی کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔یہاں تک کہ اگر مردوعورت دونوں مسلمان ہو جائیں اور ایک دوسرے سے شادی کرنا چاہیں تو نئے عقد نکاح کی ضرورت نہیں ہے۔(۲)

(ح) حالت احرام میں شادی

حالت احرام میں بھی عقد دائم یا متعہ کر لینے سے عورت ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی۔ عورت چاہے مُحرِم (حالت احرام میں) ہو یا مُحِل ہو۔خود سے نکاح پڑھے، یا وکیل بنائے۔ (وکیل چاہے مُحرِم ہو یا مُحِل) اور وکیل چاہے احرام باندھنے سے پہلے بنایا ہو یا احرام کی حالت میں کوئی فرق نہیں ہے۔(۳)

---

(۱) (تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۲۸۵/م ۱)

(۲) (تحریر الوسیلہ، ج ۲/ص ۲۸۰، ۲۴)

(۳) (توضیح المسائل ص ۲۴۰۷/تحریر الوسیلہ ج ۲ ص ۲۸۷/م ۱۲)

ظریف نکتہ

یہ حکم اس وقت نافذ ہوگا جب حالت احرام میں شادی کی حرمت کا علم ہو، لاعلمی کی صورت میں اگرچہ مذکورہ تمام موارد میں شادی باطل ہے لیکن عورت ہمیشہ کے لئے حرام نہیں ہوگی۔(۱)

ط: صاحب عدت عورت سے شادی

جو عورت کسی دوسرے کے عدہ میں ہو، چاہے رجعی طلاق ہو یا بائن، عدۂ وفات ہو یا کوئی دوسرا، عقد دائم کا عدہ ہو یا متعہ کا، یا وطی بالشبہہ کا عدہ ہو اس سے شادی یا متعہ جائز نہیں ہے۔ اگر اس عورت سے شادی کر لی گئی اور دونوں افراد یا ان میں سے کوئی ایک حکم اور موضوع سے واقف ہو۔ یعنی علم ہو کہ عورت عدہ میں ہے اور عدہ میں شادی جائز نہیں ہے تو شادی باطل ہے اور ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے پر حرام ہیں۔(۲)

---

(۱) (تحریر الوسیلہ، ج ۲/ص ۲۸۲/م ۳)

(۲) (تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۲۸۲/م ۱)

سوالات

۱۔ کب زنا حرمت ابدی کا سبب ہے؟

۲۔ کافر کی تعریف کیجئے اور اس کے اقسام بتایئے؟

۳۔ غیر مسلم سے شادی کا کیا حکم ہے؟

۴۔ سنّی عورت یا سنّی مرد سے شادی کرنے کا کیا حکم ہے؟

۵۔ حالت احرام میں شادی کرنا کیسا ہے؟

ساتواں سبق

فیملی کے حقوق (۱)

اسلام نے خاندان کے استحکام اور افراد خاندان کی فطری ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے مختلف حقوق رکھے ہیں جن میں سے دو طرح کے حقوق کا تعلق مالیات سے ہے۔

۱۔ **مهر** :فقہی اصطلاح میں مہر ایک ایسا مال ہے جسے مرد نکاح میں اپنی زوجہ کو عطا کرتا ہے۔(۱)

قرآن کریم میں خود لفظ مہر نہیں آیا ہے لیکن اس کے مترادف الفاظ جیسے صداق، نحلہ، فریضہ وغیرہ کا تذکرہ ہوا ہے۔(۲)

مہر کی مقدار : مہر کی کوئی مقدار معین نہیں ہے بلکہ مرد و عورت جس پر راضی ہو جائیں چاہے کم ہو یا زیادہ صحیح ہے لیکن اتنی کم بھی نہ ہو جسے مال نہ کہا جا سکے اور مستحب ہے کہ مہر السنۃ (یعنی پانچ سو درہم) سے بھی زیادہ نہ ہو۔(۳)

تذکر :بعض شہروں میں دلہن کے ماں باپ اپنے داماد سے کچھ روپئے شیر بہا (دودھ کی قیمت) کے طور پر لیتے ہیں یہ مہر کا جز نہیں ہے بلکہ ایک اضافی شئ ہے اور شرعی لحاظ سے اس کی تین حالتیں ہیں۔

---

(۱)(فرہنگ معارف اسلامی ج۴/ص۳۱۴)

(۲)(سورۃ النساء۴/بقرہ،۲۳۶)

(۳)(تحریر الوسیلہ ج۲/ص۲۹۷/م۱)

(الف) اگر اس پیسہ کا لین دین ایک مباح عمل، بعالہ کے طور پر ہے تو اس کے حلال اور جائز ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ (بعالہ: کسی مباح عمل کے انجام دینے کے بعد معین اجرت کی ادائیگی۔)

(ب) اگر دولھا اپنی خوشی اور رغبت سے شیر بہا دے (چاہے یہ دلہن کے والدین یا خود دلہن کا دل جیتنے کے لئے ہو) تو لے لینا جائز ہے لیکن خرچ ہونے سے پہلے پہلے تک دولھا واپس لینا چاہے تو لے سکتا ہے۔ (۱)

(ج) اور دولھا بغیر خوشی اور چاہت کے دلہن کو خیر باد کر دینے کے لئے وہ روپے ادا کرے تو اس کا لینا حرام ہے اور دولھا یہ پیسے خرچ ہو جانے کے باوجود بھی واپس لینے کا حق رکھتا ہے یہ اس صورت میں ہے کہ جب لڑکی مہر معین پر شادی کے لئے تو تیار ہو لیکن اس کے رشتہ دار عقد میں رکاوٹ ڈال رہے ہوں۔ (۲)

مہر کے اقسام

مہر کی مندرجہ ذیل چار قسمیں ہیں۔

۱۔مہر المسمّیٰ ۲۔مہر السنۃ ۳۔مہر المثل ۴۔مہر التفویض

۱۔ **مہر المسمّیٰ** : جس پر دولھا دلہن متفق ہوں اور متن عقد میں مذکور ہو۔ مہر کی رقم گول مول نہ ہو نہ ہو اس لئے اگر (معین کئے بغیر) کہے: ان دو میں سے ایک کو مہر قرار دیا ہے تو مہر باطل ہے لیکن نکاح صحیح ہوگا اور ہمبستری کے وقت عورت کو مہر المثل دینا پڑے گا۔ (۳)

۲۔ **مہر السنۃ** : جسے پیغمبر اسلامؐ نے اپنی ازواج اور بیٹی کے لئے معین فرمایا تھا جو پانچ سو درہم چاندی کے برابر ہے۔ (۴)

---

(۱) (تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۲۹۸/م ۹)
(۲) (تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۲۹۸/م ۹)
(۳) (تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۲۹۷/م ۳۔)
(۴) (تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۲۹۷/م ۱۔)

۳۔ **مہر المثل**: جو عورت کی شان و منزلت کے اعتبار سے لائق اور مناسب ہو۔ یہاں پر مہر المثل میں احتیاط یہ ہے کہ اگر مہر السنۃ سے زیادہ ہو تو مصالحت کا راستہ اختیار کیا جائے اور اس کے علاوہ جہاں ہم مہر المثل کا حکم لگائیں گے احتیاط یہ ہے کہ عورت کے حال اور اوصاف جیسے عمر، بکارت، نجابت، عفت، شرف، حسن و جمال اور ہنر و کمال بلکہ ہر وہ اوصاف جو معاشرہ اور عرف عام میں مہر کے کم و زائد ہونے کی باعث ہو اس کا لحاظ کیا جائے۔ (۱)

۴۔ **مہر التفویض**: جس کا نکاح کے وقت مجملا تذکرہ کیا گیا ہو لیکن اس کی مقدار کے تعین کا اختیار عقد نکاح کے بعد شوہر یا بیوی میں کسی ایک کو ہوتا ہے۔ مثلاً

الف:۔ مہر معین کرنے کا حقدار اگر شوہر ہو تو جو حکم چاہے صادر کر سکتا ہے (مگر یہ کہ جس پر مال کا اطلاق ہوتا ہو) کمی و زیادتی میں خاص مقدار معتبر نہیں ہے۔

ب۔ مہر معین کرنے کی حقدار اگر بیوی ہو تو اتنی کم مہر وصول کرے جو مالیت سے خارج نہ ہو اور اگر زیادہ لینا چاہے تو مہر السنۃ سے زیادہ نہیں لے سکتی۔ (۲)

بطور مہر دی جانے والی اشیاء

مسلمان جن اشیاء کا مالک بن سکتا ہے وہ مہر کے طور پر دی جا سکتی ہیں ان کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ عین:۔ گھر، باغ، زمین، نقد روپے، سونا اور چاندی وغیرہ

۲۔ قرض:۔ جن چیزوں کا انسان مقروض ہو ان کو نقد رقم، چیک اور معتبر کاغذ کی صورت میں دیا جا سکتا ہے۔

۳۔ ملکیت سے حاصل ہونے والا نفع جیسے زمین، گھر اور حیوان وغیرہ کا منافع و کرایہ۔

۴۔ حلال کام جیسے تعلیم و صنعت سے حاصل ہونے والا منافع۔

---

(۱) (تحریر الوسیلہ / ج ۲ / ص ۲۹۸ / م ۶)

(۲) (تحریر ج ۲ / ص ۲۹۹ / م ۱۲۔)

۵۔نقل وانتقال کے لائق مالی حقوق جیسے حق التحجیر وغیرہ۔

(تحجیر :۔سے مراد یہ ہے کہ انسان جس چیز اور زمین کو احیاء اور فصل کیلئے آمادہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہو جیسے کسی زمین کو ہموار کرنا، اس میں ہل چلانا اور سینچائی کرنے کیلئے ٹیوب ویل اور کنواں کھودنا وغیرہ) (۱)

اھم نکات

۱۔مسلمان جن اشیاء کا مالک بن سکتا ہے صرف وہی چیزیں مہر بن سکتی ہیں۔ شراب اور سور جیسی اشیا کو مہر قرار دینے سے عقد تو صحیح ہے لیکن مہر باطل ہے اور عورت بھی عقد کی وجہ سے اس چیز کی مالک نہیں بنے گی لیکن ہمبستری کر لینے کی صورت میں مہر المثل کی مستحق ہوگی۔(۲)

۲۔مہر بیان کئے بغیر عقد دائم کرنے کی دو صورتیں ہیں۔

الف۔ اگر ہمبستری نہ کی ہو اور نکاح طلاق کے علاوہ کسی اور سبب سے باطل ہو جائے یا زوجہ وشوہر میں سے کوئی ایک مر جائے تو عورت کسی چیز کی مستحق نہ ہوگی۔لیکن اگر عورت کو طلاق دیدی جائے تو عورت کی مالی حالت کے مطابق اسے سونا، چاندی، روپے، لباس وغیرہ جیسی چیزوں کا دینا ضروری ہے۔(۳)

ب۔اگر ہمبستری کر لی ہو تو عورت مہر المثل کی مستحق ہوگی اور اس مقام پر احتیاط واجب یہ ہے کہ مہر السنہ سے کچھ زیادہ رقم پر مصالحت کی جائے۔(۴)

---

(۱)(تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۲۰۴/م ۱۸)

(۲)(تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۲۹۷/م ۴)

(۳)(تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۲۹۸/م ۵)

(۴)(تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۲۹۸/م ۶۱۵)

سوالات

۱۔ مہر کی مقدار کتنی ہونا چاہیے؟

۲۔ کیا شیر بہا لینا جائز ہے؟

۳۔ مہر کے اقسام بتائیے؟

۴۔ مہر المسمّٰی اور مہر المثل کی وضاحت کیجئے؟

۵۔ کون سی اشیاء مہر قرار دی جا سکتی ہیں؟

آٹھواں سبق

فیملی کے حقوق (۲)

۲۔ **نفقہ** ۔نفقہ،لغت میں خرچ کے معنی میں ہےاور فقہی اصطلاح میں نفقہ سے مراد وہ مال ہے جو انسان کے اپنے حالات کے مطابق اس کی زندگی گذارنے کے لئے ضروری ہوتا ہے یعنی روٹی، کپڑا اور مکان سے متعلق اخراجات۔(۱)

نفقہ صرف تین اسباب (زوجیت ،ملکیت اور قرابت) میں سے کسی ایک کی بنا پر واجب ہوتا ہے۔اس سبق میں صرف بیوی اور اقرباء کے اخراجات پر بحث ہوگی۔

(الف) زوجہ کے اخراجات: اسلامی نظام خانوادگی میں مرد اپنی زوجہ کی ضروریات زندگی کے پورا کرنے کا ذمہ دار اور سرپرست ہے چاہے اس کی زوجہ کی آمدنی کثیر ہو اور خود اس کی آمدنی اور مال کم ہو۔اسلام کی نظر میں نان ونفقہ کی ذمہ داری مرد پر ہے لہٰذا اگر مرد اس ذمہ داری سے سبکدوش ہو اور اخراجات نہ دے تو گناہگار ہے اور عورت اس پر مقدمہ درج کرنے کا حق رکھتی ہے اور دلیلوں سے ثابت ہونے کی صورت میں مرد سے اپنے اخراجات لے سکتی ہے۔

امام جعفر صادقؑ کی نظر میں بیوی، بچوں اور زیر کفالت افراد کے اخراجات پورا کرنے میں کوتاہی کرنا گناہ ہے امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں۔

''كَفىٰ بِالْمَرءِ اِثْماًاَن يُضَيِّعَ مَنْ يَعُوْلُهُ '' انسان کے گناہ کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ زیر کفالت افراد کے اخراجات پورا کرنے میں کوتاہی کرے۔(۲)

---

(۱)(لغت نامہ دھخدا/ج ۴۸)

(۲)(وسائل الشیعہ ج ۱۵/ص ۲۵۱)

نان و نفقه واجب ہونے کے شرائط

زوجہ چاہے مسلمان ہو یا کافر اس کا نفقہ مرد پر دو شرائط کے ساتھ واجب ہے:

۱۔ عورت سے دائمی عقد کیا ہو۔

۲۔ عورت ضروری امور میں شوہر کی فرماں بردار ہو۔ (۱)

"یاد دھانی"

شوہر پر نفقہ واجب ہونے کے لئے عورت (زوجہ) کا فقیر ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ اگر عورت مالدار ہو تب بھی اس کا نفقہ شوہر پر واجب ہے۔ (۲)

دو نکات

مندرجہ ذیل موارد میں عورت کا نفقہ مرد پر واجب نہیں ہے۔

(الف)۔ جب شادی دائمی نہ ہو۔

(ب)۔ بیوی نافرمان ہو

(ج)۔ عورت اسلام چھوڑ کر مرتد ہو جائے۔

(د)۔ شوہر یا بیوی نابالغ ہوں اور ہر طرح کی ذمہ داری سے بری ہوں۔

(ھ)۔ عورت طلاق بائن کی عدت میں ہو البتہ اگر حاملہ ہو تو اس کا حکم الگ ہے۔

(و)۔ وہ حاملہ عورت جس کا شوہر مر چکا ہو۔ وہ دوران حمل نفقہ نہیں پائے گی۔ (۳)

تذکر: طلاق بائن کے عدہ میں حاملہ عورت اور طلاق رجعی کے عدہ کے دوران عورت کا نفقہ مرد پر واجب ہے اور اگر عورت شرعی یا عقلی عذر جیسے حیض، احرام، اعتکاف واجب

---

(۱) (تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۳۱۳/م ۱)

(۲) (تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۳۱۹/م ۱۹)

(۳) (تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۱۴۔۳۱۳/م ۱۔۳۔۴۔۶)

اور مرض وغیرہ میں ہونے کی وجہ سے اپنے کو مرد کے حوالے نہ کر سکے تب بھی اس کا نفقہ مرد پر واجب ہے۔(۱)

۲ فقہی اصطلاح میں نشوز سے مراد یہ ہے کہ شوہر یا بیوی ایک دوسرے کا خیال نہ رکھیں اور ہمبستری کی ذمہ داری پوری نہ کرتے ہوں۔(۲)

بعض وہ موارد جہاں عورت کو نافرمان (ناشزہ) کہہ سکتے ہیں۔

(الف) شوہر کے مطالبہ پر عورت کا اپنے آپ کو آمادہ نہ کرنا

(ب) لذت اٹھانے میں جو چیزیں مانع یا تنفر کا باعث ہوں ان سے پرہیز نہ کرنا

(ج) شوہر کی خواہش کے مطابق زینت و آرائش اور نظافت کا خیال نہ رکھنا۔

(د) شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلنا۔(۳)

نفقه کی مقدار

شرعی لحاظ سے نفقہ کی مقدار معین نہیں ہے بلکہ قاعدۂ کلیہ یہ ہے کہ عورت کے لئے جن چیزوں کی ضرورت ہو جیسے کھانا پینا، لباس، چادر، فرش، گھر، مکان، نوکر، برتن، پکانے اور کپڑا دھونے کی ضروری اشیاء وغیرہ۔ ان سب کا فراہم کرنا شوہر کے لئے ضروری ہے اور اس سلسلہ میں عرف عام اور معمولات کا خیال رکھا جائے۔(۴)

وقت ضرورت نظافت کے لئے ضروریات اور دواؤں کے پیسے ادا کرنا شوہر پر لازم ہے اور یہ واجب نفقہ میں سے ہے۔(۵)

---

(۱)(تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۳۱۴/م ۶۶۰)

(۲)(لغت نامہ دھخدا/ج ۴۸/ص ۳۱)

(۳) تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۳۰۵

(۴)(تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۳۱۵/م ۸)

(۵)(تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۳۱۷/م ۹)

ضروری نوٹ : اخراجات اور نفقہ دو طرح کا ہوتا ہے۔

ا۔ نفقہ میں جو چیز بھی استعمال سے کم ہوتی ہیں ان کی مالک عورت ہوگی جیسے اشیاء خوراک۔(۱)

۲۔ اور جو چیزیں استعمال سے نہ گھٹتی ہوں ان کا مالک شوہر ہے عورت فقط استعمال اور استفادہ کا حق رکھتی ہے۔(۲)

(الف) اخراجات کی ادائیگی کی کیفیت

عورت کے روزانہ کی غذا کے اخراجات ادا کرنے کی دو صورتیں ہیں۔

ا۔ شوہر اور گھر والوں کے ساتھ معمول کے مطابق کھائے پیئے۔

۲۔ مرد عورت کے اخراجات اس کے سپرد کر دے۔

شوہر پہلے والے طریقۂ کار پر عورت کو مجبور نہیں کر سکتا بلکہ عورت اس کے ساتھ کھانا کھانے میں الگ ہو سکتی ہے اور اپنے ہاتھ میں انتظام رکھ کر منچاہے طریقہ سے صرف کرنے کے لئے روزانہ کے اخراجات شوہر سے طلب کر سکتی ہے۔ لیکن اگر عورت شوہر کے ساتھ عام طور پر کھاتی پیتی ہے تو اب مزید مطالبہ کا حق نہیں رکھتی اور شوہر اخراجات سے بری الذمہ ہو جائے گا۔(۳)

(ب) گھر والوں کے اخراجات

مرد پر اپنے گھر والے جیسے ماں باپ، دادا دادی، اور اوپر تک، اولاد، اولاد کی اولاد اور نیچے تک، مرد، عورت، چھوٹے، بڑے، مسلمان، کافر سب کے اخراجات واجب ہیں۔(۴)

یہ اخراجات دو شرائط کے ساتھ واجب ہوں گے۔

---

(۱) (تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۳۱۷/م ۱۰)

(۲) (تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۳۱۸/م ۱۵)

(۳) (تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۳۱۷/م ۱۲)

(۴) (تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۳۱۹ م ۱)

۱۔ مذکورہ افراد فقیر و تنگدست ہوں اور اپنی حیثیت اور حالت کی وجہ سے کوئی ایسا کام کرنے کی طاقت نہیں رکھتے جس سے ضروریات کو پورا کر سکیں۔

۲۔ اخراجات ادا کرنے والا اپنے اور اپنی دائمی زوجہ کے اخراجات کے بعد ان کے اخراجات پر قادر ہو۔(۱)

چند نکات

(الف) اگر انسان کے پاس اپنے خرچہ کے لئے کوئی چیز نہیں ہے تو شرعی قوانین کے دائرہ میں رہتے ہوئے کمانا واجب ہے چاہے دوسروں سے مانگنا ہی کیوں نہ پڑے اور جب مانگنا ضروری ہو تو پھر اپنے حالات کے مطابق کمانا بدرجہ اولیٰ ضروری ہوگا تا کہ مناسب کام کو انجام دے سکے۔(۲)

(ب) اگر انسان کے پاس اپنی بیوی یا گھر والوں کے اخراجات پورا کرنے کے لئے کوئی چیز نہ ہو تو اپنی شان کے مطابق کمائی کرنا واجب ہے اور دوسروں سے مانگ کر ان کے اخراجات پورا کرنا ضروری نہیں ہے لیکن جب مشقت کا باعث نہ ہو اور ادا کرنے کی استطاعت رکھتا ہو تو قرض لے سکتا ہے اور ادھار بھی خریداری کر سکتا ہے۔

(ج) اہل و عیال کے اخراجات کی مقدار معین نہیں ہے بلکہ ان کے مقتضائے حال کے لحاظ سے جتنی مقدار میں روٹی، کپڑا، اور مکان کی ضرورت ہو اتنا دینا ضروری ہے۔(۳)

---

(۱)(تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۳۲۰/م ۲، ۴)

(۲)(تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۳۲۱/م ۷)

(۳)(تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۳۲۱/م ۸)

سوالات

۱۔ زوجہ کا نفقہ واجب ہونے کے شرائط بیان کیجئے؟

۲۔ عورت کب نافرمان کہلاتی ہے؟

۳۔ زوجہ کے نفقہ کی مقدار بتایئے؟

۴۔ زوجہ کے روزانہ کے اخراجات ادا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

۵۔ گھر والوں کا نفقہ کن شرائط کے ساتھ واجب ہے؟

نواں سبق

بچوں کے حقوق

اسلام نے بچوں کی حفاظت، حمایت اور تربیت کے لئے کچھ حقوق (جیسے دودھ پلانا نگہداری وحفاظت وتربیت وغیرہ) مقرر فرمائے ہیں جس کو ہم آداب ولادت سے متعلق ایک مقدمہ کے بعد بیان کریں گے۔

آداب ولادت

اسلام میں نومولود اور اسکی ولادت سے متعلق کچھ واجب اور کچھ مستحب آداب و رسوم ہیں جن میں سے اہم مسائل مندرجہ ذیل ہیں۔

(الف) واجب۔ ا۔ زچگی کے وقت عورت کی مدد کے لئے فقط عورتوں کا رہنا صحیح ہے اور غیر مرد ایسے کاموں میں دخل نہیں دے سکتا کہ جس سے ان کا بدن عورت کے بدن سے مس ہو جائے لیکن اگر عورتیں نہ ہوں اور مردوں کا دخل دینا ضروری ہو تو مرد ایسا کر سکتا ہے۔ البتہ شوہر ہر حال میں اپنی زوجہ کی ولادت کے وقت تمام امور کی انجام دہی میں مدد کر سکتا ہے۔ ہے چاہے عورتیں ہوں یا نہ ہوں۔ (۱)

۲۔ بیٹے کا ختنہ واجب ہے اور ساتویں دن ختنہ کرانا مستحب ہے۔ (۲)

(ب) مستحب۔ ولادت کے مستحب آداب یہ ہیں۔

ا۔ بچہ کو غسل دینا، جب مضر اور نقصان دہ نہ ہو۔

---

(۱) تحریر الوسیلہ/ ج ۲/ص ۳۰۹/م ۱(۱)

(۲) (توضیح المسائل۔ ج ۲/ص ۳۱۰/م ۴)

۲۔ بچہ کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنا۔

۳۔ ساتویں دن سر منڈانا اور بال کے وزن کے برابر کسی مستحق کو سونا چاندی صدقہ کے طور پر دینا۔ (۱)

۴ ولیمہ کرنا۔ ولادت کے دن ہی ضروری نہیں ہے بلکہ کچھ دن گذرنے کے بعد بھی کر سکتے ہیں۔ (۲)

۵۔ ساتویں دن عقیقہ کرنا۔ عقیقہ: یعنی بچہ کے لئے بھیڑ، اونٹ یا گائے ذبح کرنا اور اس کے گوشت کو پکا کر لوگوں کو کھلانا یا کچا تقسیم کر دینا اور عقیقہ پہلے ہفتہ میں مستحب ہے۔

آداب ولادت میں عقیقہ کی زیادہ تاکید کی گئی ہے یہاں تک کہ اگر بالغ ہونے تک اس بچہ کا عقیقہ نہ ہو تو بلوغ کے بعد خود اسے عقیقہ کرنا چاہئے اور اگر اس کی حیات میں عقیقہ نہ ہو تو مرنے کے بعد بھی اس کی طرف سے عقیقہ کرنا مستحب ہے۔ (۳)

نام رکھنے کا حق

باپ پر بچہ کے حقوق میں سے ایک حق کوئی اچھا سا نام رکھنا بھی ہے۔ جیسا کہ رسول اکرمؐ ارشاد فرماتے ہیں:

”حَقُّ الْوَلَدِ عَلَیٰ الْوَالِدِ اَن یُحَسِّنَ اِسْمَهُ وَ یُحَسِّنَ اَدَبَهُ“

باپ پر بیٹے کا یہ حق ہے کہ اس کے لئے اچھے نام کا انتخاب کرے اور بہترین تربیت کرے۔ (۴)

---

(۱) (تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۳۱۰/م ۳)

(۲) (تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۳۱۰/م ۳)

(۳) (توضیح المسائل، ج ۲/ص ۳۱۱/م ۹)

(۴) (کنز العمال ج ۲۲/ص ۲۴)

بہترین نام وہ ہے جو خدائے عظیم کے مقابل میں عبدیت کا شاہکار ہو جیسے عبداللہ، عبدالرحیم، عبدالرحمٰن وغیرہ۔

اس کے بعد پیغمبروں اور ائمہؑ کے نام ہیں جن میں سب سے بہتر ''محمد'' ہے۔ بلکہ جس کے چار بیٹے ہوں ان میں سے کسی ایک کا نام محمد نہ رکھنا مکروہ ہے۔(۱)

دودھ پلانے کا حق

بچہ کے حقوق میں سے ایک حق دودھ پلانا ہے۔ بچہ کی غذا ماں کا دودھ ہونا چاہئے۔ اس لئے کہ شیر مادر دوسرے دودھ سے زیادہ متبرک ہے۔(۲)

حضرت علیؑ فرماتے ہیں

''مَا مِنْ لَبَنٍ رَضَعَ بِهِ الصَّبِيُّ اَعْظَمُ بَرَكَةً عَلَيْهِ مِنْ لَبَنِ اُمِّهِ''

بچے کیلئے شیر مادر سے زیادہ بہتر و بابرکت کوئی دودھ نہیں ہے۔(۳)

بیٹے کو دودھ پلانا ماں پر واجب نہیں ہے (چاہے اجرت لے کر یا مفت میں) یہاں تک کہ اگر بچہ کی غذا ماں کے دودھ پر منحصر ہو تب بھی مفت میں دودھ پلانا واجب نہیں ہے بلکہ اجرت لے سکتی ہے اور اگر ماں مفت میں یا (دوسرے جتنی اجرت لیتی ہیں یا اس سے کم) اجرت لے کر دودھ پلانے کے لئے تیار ہو تو دوسروں (کے پلانے) سے زیادہ بہتر (ماں کا دودھ) ہے۔(۴)

بچہ کے دودھ پینے کی مدت دو سال ہے البتہ اس مدت سے تین مہینے کم کر کے اکیس مہینے

---

(۱) (تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۳۱۰)

(۲) (تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۳۱۲/م ۱۴)

(۳) (وسائل الشیعہ ج ۱۵/ص ۱۷۵)

(۴) (تحریر الوسیلہ ج ۲ ص ۳۱۲ م ۱۱، ۱۲)

میں دودھ چھڑالیا   لیکن بلاضرورت اس سے کم مدت تک دودھ پلانا جائز نہیں ہے۔(۱)

(پرورش) کا حق

حضانت: یعنی بچہ کو اپنی تحویل اور آغوش میں لے کر اس کی پرورش، تربیت اور دیکھ ریکھ کرنا ہے اور یہاں حضانت سے مراد بچہ کی تربیت اور اس کی ضرورتوں کو پورا کرنے اور اس کی سرپرستی اور ذمہ داری ہے۔

اسلام نے پرورش کے حق کو ماں اور باپ کے درمیان چند شرائط کے ساتھ تقسیم کردیا ہے۔

(الف) **ماں کا حق**۔ اگر ماں آزاد، مسلمان اور باہوش ہو تو بیٹے کی دو سال دودھ پینے کی مکمل مدت اور بیٹی کے سات سال مکمل ہونے تک تربیت کی ذمہ دار ہے لہٰذا احتیاط واجب کی بنا پر باپ اس مدت کے دوران بچہ کو اس کی ماں سے جدا نہیں کرسکتا چاہے بچہ نے دودھ پینا چھوڑ دیا ہو اور اگر بچی کے سات سال مکمل ہونے سے پہلے شوہر سے جدا ہو جائے تو دوسری شادی کرنے تک اس کا حق ثابت ہے اور دوسری شادی کر لینے کے بعد حق ساقط ہو جائے گا۔

(ب) **باپ کا حق**۔ بیٹے کے دو سال اور بیٹی کے سات سال مکمل ہونے کے بعد باپ پرورش کا ذمہ دار ہے۔(۲)

دو دلچسپ نکات

۱۔ بچہ کے بالغ و عاقل ہوتے ہی پرورش کا حق ختم ہو جاتا ہے لہٰذا اب والدین اس کی پرورش کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ بلکہ اولاد خود مختار ہے۔(۳)

۲۔ اگر ماں بچہ کی پرورش کے دوران مرجائے تو باپ دوسروں سے زیادہ بچہ کی حفاظت کا

---

(۱)(تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۳۱۲/م ۱۵)

(۲)(تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۳۴/م ۱۶)

(۳)(تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۳۱۳/م ۱۸)

ذمہ دار ہے اگر باپ تربیت کی ذمہ داری قبول کرنے سے پہلے یا بعد میں مرجائے تو ماں یاوالد کا وصی، دوسرے عزیز واقارب اور دادا، دادی سے زیادہ بچہ کی تربیت اور دیکھ ریکھ کا ذمہ دار ہے چاہے ماں دوسری شادی کے بندھن میں بندھ چکی ہو اور اگر ماں باپ دونوں نہ ہوں تو دادا پرورش کا حقدار ہے۔(۱)

---

(۱)(تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۳۱۳/م ۱۷۔)

سوالات

۱۔ ولادت کے مستحب آداب بتائیے؟

۲۔ بچہ کا نام رکھنے کا حق کس کو ہے؟

۳۔ بچہ کی دودھ پلانے کی مدت اور حق بیان کیجئے؟

۴۔ والدین کی طرف سے بچہ کی پرورش کی مدت کتنی ہے؟

۵۔ والدین کے مرنے کے بعد بچہ کی پرورش کا کون ذمہ دار ہے؟

دسواں سبق

طلاق (۱)

طلاق :لغت میں ترک کرنے، چھوڑنے، آزاد اور جدا ہونے کے معنی میں ہے۔

''طَلَقَتِ الْمَرْءَ ةُ مِنْ زَوْجِهَا ''عورت اپنے شوہر سے جدا ہوگئی اوراس کو چھوڑ دیا(۱)

اصطلاح شرعی میں طلاق سے مراد مخصوص صیغہ کے ذریعہ عقد کو توڑ دینا۔(۲)

طلاق کی مذمت

جس طرح دین مقدس اسلام میں شادی اور خانہ آبادی کی عظمت کو اجاگر کیا گیا ہے اسی طرح طلاق کی مذمت بھی کی گئی ہے۔حضرت رسول خداؐ فرماتے ہیں:۔

''مَا مِنْ شَیْءٍ اَبْغَضُ اِلَیٰ اللّٰہِ عَزَّوَ جَلَّ مِنْ بَیْتٍ یَخْرَبُ فِی الْاِسْلَامِ بِالْفُرْقَۃِ یَعْنِی الطَّلَاقَ''

اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ بری اور مذموم چیز یہ ہے کہ اسلام میں طلاق کے سبب کوئی گھرانہ برباد ہو جائے۔(۳)

حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں۔''مَا مِنْ شَیْءٍ مِمَّا اَحَلَّهُ اللّٰہُ عَزَّوَ جَلَّ اَبْغَضُ اِلَیْهِ مِنَ الطَّلَاقِ وَ اِنَّ اللّٰہَ یُبْغِضُ الْمِطْلَاقَ الذَّوَّاقَ ''اللہ کی حلال کردہ اشیاء میں

....

(۱)(المنجد فی اللغۃ ،لفظ طلق)

(۲)(جواہر الکلام ج ۳۲/ص ۲)

(۳)(وسائل الشیعہ ،ج ۷/ص ۲۶۷)

سب سے زیادہ قابل نفرت وعداوت طلاق ہے اور جو شخص زیادہ طلاق دینے والا ہو اللہ اس کو دشمن رکھتا ہے۔(۱)

یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اس بات پر بہت زیادہ زور دیا ہے کہ جہاں تک ہو سکے اپنے گھریلو اختلافات دور کرو تا کہ جدائی کی نوبت نہ آسکے۔ لیکن اس کے باوجود اگر کبھی زوجہ وشوہر کے اختلافات یہاں تک پہنچ جائیں کہ آپسی زندگی دشوار ہو جائے تو اس مشکل کا آخری حل طلاق ہے۔

آثار طلاق ۔گھریلو نظام میں انتشار ایک عظیم حادثہ ہے جس کا نقصان معصوم بچوں کو سب سے زیادہ بھگتنا پڑتا ہے۔ یہ بچے والدین کے اختلاف وجدائی کے سبب ٹوٹ جاتے ہیں اور احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتے ہیں نتیجہ میں ان کا پورا وجود رنج وغم، خوف و اضطراب اور روحی انتشار سے متأثر ہوتا ہے اور بڑے بچے اپنے خوف وہراس اور غم کا مداوا کرنے کے لئے بری صحبتوں اور نقصان دہ اشیاء جیسے سگریٹ نوشی اور ضرر رساں نشیلی چیزوں کی طرف ملتفت ہو جاتے ہیں۔

شرائط طلاق ۔اسلام کی نظر میں، طلاق دینے والے اور طلاق پانے والے کے لئے چند شرائط ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(الف):۔شرائط طلاق

۱۔طلاق کا صیغہ اس کے شرائط کے ساتھ پڑھنا

۲۔دو عادل گواہ حاضر ہوں

۳۔بغیر کسی قید وشرط کے ہو۔

---

(۱)(فروع کافی ج۶/ص۵۴)

وضاحت

طلاق مخصوص صیغوں کے ذریعہ ہوتی ہے مثلا مرد عورت سے کہے ''اَنتِ طَالِقٌ'' یا ''فُلانَةٌ طَالِقٌ'' یا ''هٰذِهِ طَالِقٌ''(۱)

اگر شوہر خود صیغہ طلاق پڑھ رہا ہے اور مثلاً اس کی بیوی کا نام فاطمہ ہے تو قصد انشاء کے ساتھ کہے ''زَوْجَتِی فَاطِمَةُ طَالِقٌ'' میری زوجہ فاطمہ آزاد ہے اور اگر کسی کو وکیل بنائے تو وکیل کہے ''زَوْجَةُ مُوَکِّلِی فَاطِمَةُ طَالِقٌ''(۲)

۲۔ صیغۂ طلاق بغیر قید و شرط کے پڑھا جائے، کسی شرط پر موقوف ہونے کی صورت میں باطل ہے۔ مثلاً یہ کہے ''اَنتِ طَالِقٌ اِنْ جَاءَ زَیْدٌ'' اگر زید آجائے تو تم آزاد ہو۔(۳)

۳۔ صیغۂ طلاق دو عادل مرد کے سامنے جاری کیا جائے جسے وہ سنیں اور سمجھیں۔(۴)

(ب):۔ طلاق دینے والے کے شرائط۔

۱۔ (احتیاط واجب کی بنا پر) بالغ ہو ۲۔ عاقل ہو

۳۔ قصد و ارادہ رکھتا ہو ۴۔ اختیار کے ساتھ طلاق دے

اسی لئے نابالغ لڑکا یا اس کا وکیل اور ولی، دیوانہ، بیہوش اور پاگل کے سرپرست، اور میت کا وصی اگر طلاق دیں یا جسے طلاق دینے کیلئے مجبور کیا جائے یا کوئی قصد و ارادہ کے بغیر مذاق میں یا سوتے میں صیغۂ طلاق پڑھ دے تو طلاق صحیح نہیں ہے۔ (۵)

---

(۱) (تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۳۲۹/م ۱)

(۲) (توضیح المسائل م ۲۵۰۸)

(۳) (تحریر ج ۲/ص ۳۳۰/م ۶)

(۴) (تحریر الوسیلہ، ج ۲، ص ۳۳۰)

(۵) (توضیح المسائل م ۲۴۹۸ تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۲۶۔۳۲۵)

(ج):۔طلاق پانے والی کے شرائط

۱۔طلاق کے وقت عورت حیض ونفاس سے پاک ہو۔ (لیکن تین موارد اس سے مستثنیٰ ہیں جو درج ذیل ہیں)

۲۔شوہر نے عورت سے حیض ونفاس سے) پاک ہونے کے دوران نزدیکی نہ کی ہو۔ جس کی توضیح بعد میں کی جائے گی۔(۱)

۳۔عقد دائمی ہو۔اس لئے عقد موقت میں طلاق نہیں ہے۔

۴۔عورت معین ہو۔مثلاً یہ کہے ''زَوْجَتِیْ فَاطِمَةُ طَالِق'' یا اشارتاً اس طرح کہے کہ اس میں پیچیدگی نہ ہو۔(۲)

وضاحت

۱۔عورت کو حیض یا نفاس کی حالت میں تین صورتوں میں طلاق دینا صحیح ہے۔

(الف)۔شوہر نے نکاح کے بعد اس سے ہمبستری نہ کی ہو۔

(ب)۔حاملہ ہو۔اگر شوہر کو حاملہ ہونے کا علم نہ ہو اور وہ حیض کی حالت کا گمان کر کے طلاق دیدے اور بعد میں حاملہ ہونے کا علم ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(ج)۔غیر حاضر ہونے یا کسی دوسرے سبب سے اپنی بیوی کے (حیض ونفاس سے) پاک ہونے کا علم نہ رکھتا ہو۔(۳)

۲۔اگر کوئی شخص عورت کو حیض سے پاک سمجھ کر طلاق دیدے اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ حیض کی حالت میں تھی تو طلاق باطل ہے اور اگر شوہر اسے حیض کی حالت میں سمجھتے

---

(۱)(توضیح المسائل،م۲۴۹۹)

(۲)(تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۲۹،۳۲۷/م ۱۷۔۱۰)

(۳)(توضیح المسائل م۲۵۰۰)

ہوئے طلاق دیدے اور بعد میں معلوم ہو کہ پاک تھی تو اس کی طلاق صحیح ہے۔(۱)

۳۔ اگر کوئی شخص اپنی اس بیوی سے جو حیض یا نفاس سے پاک ہے ہمبستری کرے اور پھر اسے طلاق دینا چاہے تو ضروری ہے کہ اتنا صبر اور انتظار کرے کہ وہ دوبارہ حیض دیکھے اور پاک ہو جائے۔ لیکن یائسہ عورت کو ہمبستری کے بعد بھی طلاق دے سکتے ہیں۔(۲)

یائسہ : جو عورت خون حیض نہیں دیکھتی۔ ہاشمی ''سید'' عورتیں ساٹھ سال اور غیر سید پچاس سال مکمل ہونے کے بعد یائسہ ہو جاتی ہیں۔

۴۔ اگر کوئی مرد ایسی عورت کو طلاق دینا چاہتا ہے جسے کسی بیماری کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو تو جماع کے وقت سے تین مہینے گذر جانے کے بعد اسے طلاق دے سکتا ہے۔(۳)

---

(۱)(توضیح المسائل م ۲۵۰۱)

(۲)(توضیح المسائل م ۲۵۰۴)

(۳)(توضیح المسائل م ۲۵۰۷)

سوالات

۱۔ طلاق کی تعریف کیجئے؟

۲۔ طلاق کی مذمت میں کوئی حدیث بیان کیجئے؟

۳۔ طلاق اور طلاق دینے والے کے شرائط بتایئے؟

۴۔ کب عورت کو حالت حیض یا نفاس میں طلاق دی جا سکتی ہے؟

۵۔ ہمبستری کے بعد طلاق کس صورت میں صحیح ہے؟

گیارہواں سبق

طلاق (۲)

طلاق کی دو قسمیں ہیں:

۱۔طلاق بائن ۲۔طلاق رجعی

طلاق بائن۔ وہ طلاق ہے جس کے بعد مرد اپنی بیوی کی طرف رجوع کرنے کا حق نہیں رکھتا یعنی بغیر نکاح کے دوبارہ اسے اپنی بیوی نہیں بنا سکتا۔ چاہے عورت عدہ میں ہو یا نہ ہو۔(۱)

طلاق بائن کے اقسام

۱۔ہمبستری سے پہلے طلاق دینا

۲۔اس بچی کا طلاق جس کی عمر ابھی نو سال نہ ہوئی ہو چاہے اس سے ہمبستری کی گئی ہو۔

۳۔یائسہ عورت کی طلاق

۴۔طلاق خلع

۵۔طلاق مبارات

۶۔تیسری طلاق کہ جس میں پہلی دوسری اور دوسری تیسری کے درمیان شوہر نے رجوع کیا ہو چاہے رجوع عدت کے مکمل ہونے اور نئے نکاح کی وجہ سے ہو۔(۲)

---

(۱)(توضیح المسائل م ۲۵۲۲۔تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۳۳۲)

(۲)(تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۳۳۲)

طلاق بائن کے احکام

طلاق بائن کے بہت سے احکام ہیں۔ یہاں اس کی بعض قسموں کے ضروری احکام بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

۱۔ **طلاق خلع** ۔لغت میں خلع ۔چھوڑ دینا، اکھاڑ پھینکنا، کسی کو عمل اور کام سے ہٹا دینا۔(۱)

شرعی اصطلاح میں اس عورت کی طلاق کو کہتے ہیں جو شوہر کی طرف مائل نہ ہو اور مہر یا کوئی دوسرا مال دے کر شوہر سے کہے کہ وہ اس کو طلاق دے تو اس کو خلع کہتے ہیں۔

طلاق خلع میں احتیاط واجب کی بنا پر شرط ہے کہ عورت اپنے شوہر سے شدید نفرت کرتی ہو اس طرح کہ اطاعت سے نکل کر معصیت کی طرف چلے جانے کا خوف ہو۔(۲)

طلاق خلع میں عورت کے مال یا مہر بخش دینے کے بعد مرد کہے گا ''خَلَعْتُکِ عَلیٰ کَذَا '' (تم کو اس بخشش کے مقابل میں چھوڑ دیا) اور اتنا ہی کافی ہے یا اس کے بعد کہے ''فَأَنْتِ طَالِقٌ عَلیٰ کَذَا '' (پس تو آزاد ہے) بلکہ بطور احتیاط مناسب ہے کہ دونوں جملے ایک ساتھ کہے جائیں اور اس احتیاط کو ترک نہ کیا جائے۔(۳)

طلاق خلع اس صورت میں صحیح ہے جب مہر یا مال کی بخشش اور صیغۂ طلاق کے درمیان فاصلہ واقع نہ ہوا ہو (یعنی عورت کے مال یا مہر بخش دینے کے بعد مرد بلا فاصلہ صیغۂ طلاق جاری کرے) ورنہ طلاق خلع باطل ہے اور مرد بخشے ہوئے مال کا مستحق نہیں ہوگا۔(۴)

طلاق خلع میں رجوع نہیں ہے مگر جب عورت بخشے ہوئے مال سے پھر جائے اور

---

(۱)(فرہنگ عمید ج۱،۲/ص۴۶۰)

(۲)(توضیح المسائل م۲۵۲۸ تحریر الوسیلہ ج۲/ص۳۵۲/م۱۳)

(۳)(تحریر الوسیلہ ج۲/ص۳۴۹/م۲)

(۴)(تحریر الوسیلہ ج۲/ص۳۵۰/م۴)

جب تک وہ عدت میں ہے مال واپس لے سکتی ہے اور جب عورت مال لے لے تو مرد بھی رجوع کر سکتا ہے۔(۱)

۲۔ **طلاق مبارات**۔ مبارات یعنی نفرت کرنا، دور ہونا، نہ چاہنا اگر میاں بیوی ایک دوسرے کو نہ چاہتے ہوں اور عورت مرد کو کچھ مال دے تاکہ وہ اسے طلاق دیدے تو اسے طلاق مبارات کہتے ہیں۔(۲)

طلاق مبارات میں عورت جب مہر یا مال شوہر کو بخش دے تو اس کے بعد شوہر کہے گا ''اَنْتِ طَالِقٌ عَلیٰ مَا بَذَلْتِ'' (تو بخشے ہوئے مال کے مقابل میں آزاد ہے)

اور فقط لفظ ''بَارَأتُکِ'' کہنے سے طلاق نہیں ہو جاتا۔(۳)

طلاق مبارات، طلاق بائن ہے لہٰذا شوہر رجوع نہیں کر سکتا ہے۔ لیکن اگر عورت عدت پوری ہونے سے پہلے اپنی بخشش سے پھر جائے تو شوہر اس کی طرف رجوع کر سکتا ہے اور نکاح کئے بغیر دوبارہ اسے اپنی بیوی بنا سکتا ہے۔(۴)

۳۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو دو دفعہ طلاق دیکر اس کی طرف رجوع کر لے یا اسے دو دفعہ طلاق دے اور ہر طلاق کے بعد اس سے نکاح کرے تو تیسری طلاق کے بعد وہ عورت اس مرد پر حرام ہو جائے گی۔ لیکن اگر عورت تیسری طلاق کے بعد کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے تو چار شرطوں کے ساتھ پہلے مرد کیلئے حلال ہو گی۔ یعنی پہلا شوہر دوبارہ اس عورت سے نکاح کر سکے گا۔

۱۔ دوسرے شوہر کا نکاح دائمی ہو۔ لہٰذا اگر وہ ایک مہینہ یا ایک سال کیلئے نکاح کرے تو جدائی کے بعد پہلا شوہر اس سے نکاح نہیں کر سکتا۔

---

(۱) (تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۲۵۲/م ۱۶)

(۲) (توضیح المسائل م ۲۵۳۱)

(۳) (تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۳۵۳ م ۱۸)

(۴) (توضیح المسائل م ۲۵۳۴، تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۳۵۳/م ۲۰)

۲۔دوسرا شوہر بالغ ہو، ہمبستری کرے اور احتیاط واجب کی بنا پر انزال بھی ہو۔(۱)

۳۔دوسرا شوہر طلاق دیدے یا مر جائے۔

۴۔دوسرے شوہر کی طلاق یا وفات کی عدت ختم ہو جائے۔(۲)

---

(۱)(تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۳۳۳/م ۶)

(۲)(توضیح المسائل م ۲۵۲۷)

سوالات

۱۔ طلاق بائن کی تعریف کیجئے؟

۲۔ طلاق بائن کے اقسام بتایئے؟

۳۔ طلاق خلع کسے کہتے ہیں اور کب صحیح ہے؟

۴۔ طلاق مبارات کی تعریف کیجئے؟ طلاق مبارات کے بعد مرد کب رجوع کرسکتا ہے؟

۵۔ تیسری طلاق کے بعد عورت کتنے شرائط کے ساتھ پہلے شوہر پر حلال ہوتی ہے وضاحت کیجئے؟

بارہواں سبق

طلاق (۳)

طلاق رجعی کے احکام :.

طلاق رجعی یعنی جب تک عورت عدت میں ہے مرد رجوع کرسکتا ہے۔

۱۔طلاق رجعی میں مرد دو طریقوں سے عورت کی طرف رجوع کرسکتا ہے۔

(الف) ایسی باتیں کرے جس سے واضح ہو جائے کہ اس نے دوبارہ اسے اپنی بیوی بنالیا ہے۔

(ب) ایسا کام کرے جس سے رجوع کرنا سمجھ میں آجائے۔(۱)

۲۔رجوع کرنے کیلئے کسی کو گواہ بنانا یا اپنی بیوی کو باخبر کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ اگر کسی کو بتائے بغیر کہہ دے کہ میں نے رجوع کرلیا ہے تو صحیح ہے۔(۲)

۳۔جس مرد نے عورت کو طلاق رجعی دی ہو اگر وہ اس سے کچھ مال لے کر مصالحت کرلے کہ اب تمھاری طرف رجوع نہ کروں گا تو مرد کیلئے رجوع کرنے کا حق ختم نہیں ہوتا۔(۳)

۴۔مرد اگر اصل طلاق کا انکار کرے اور عورت عدت میں ہو یہ انکار رجوع کا درجہ رکھتا ہے چاہے مرد کا جھوٹ ثابت ہو جائے۔(۴)

۵۔جو عورت طلاق رجعی کے عدہ میں ہے وہ عدہ ختم ہونے تک زوجیت کے حکم میں رہے گی۔

---

(۱)(توضیح المسائل م ۲۵۲۴)

(۲)(توضیح المسائل م ۲۵۲۵)

(۳)(توضیح المسائل م ۲۵۲۶)

(۴)(تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۳۴۷/م ۵)

یعنی اگر نا فرمان نہ ہوگئی ہو تو روٹی، کپڑا اور مکان کی حقدار ہے۔ میراث بھی پائے گی اور مرد اس کی بہن سے اور پانچویں شادی نہیں کرسکتا۔ فطرہ اور (مرنے کی صورت میں) کفن بھی مرد پر واجب ہے۔ (۱)

۶۔ جس عورت کو طلاق رجعی دی ہے اسے عدہ تمام ہونے سے پہلے گھر سے باہر بھگا دینا حرام ہے لیکن اگر برے عمل کا ارتکاب کرے جس سے حد واجب ہو جائے یا غلط حرکت کرے (تو نکال سکتے ہیں) اور غیر ضروری کام کے لئے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلنا بھی حرام ہے۔ (۲)

"رجوع کرنے کا فلسفہ"

مرد کے رجوع کرنے اور عورت کے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ نکلنے کے حکم میں ازدواجی زندگی کو دائمی اور بہتر بنانے کے لئے ایک عظیم مصلحت پائی جاتی ہے جس پر عمل کرنے کے نتیجہ میں فیملی میں انتشار کے بجائے محبت اور دوستی کی فضا قائم ہو سکتی ہے۔

زندگی کی بہار اس حکم پر عمل پیرا ہونے کی مرہون منت ہے اس لئے کہ شوہر و زوجہ کے درمیان معمولی اور جلد ختم ہو جانے والے جھگڑے ختم ہونے سے سارے اختلافات ختم ہو جاتے ہیں اور عورت اپنا اصلی کردار پیش کرنے لگتی ہے اور اس دوران شرعی لحاظ سے زینت آرائی، خوبصورت لباس، خوشبو وغیرہ کا استعمال کرکے مرد کی محبت و رغبت کو اپنی طرف مائل کرے تاکہ فیملی میں انتشار نہ پیدا ہو سکے۔

امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں: "اَلْمُطَلَّقَةُ تَكْتَحِلُ وَ تَخْتَضِبُ وَ تَطِيبُ وَتَلْبَسُ مَا شَائَتْ مِنَ الثِّيَابِ لِاَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُوْلُ "لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَالِكَ اَمْراً" لَعَلَّهَا اَنْ تَقَعَ فِيْ نَفْسِهٖ فَيُرَاجِعُهَا"

طلاق شدہ عورت کے لئے سرمہ لگانا، خضاب کرنا، خوشبو لگانا اور من چاہا لباس پہننا (صحیح ہے) اس لئے کہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے (شاید اللہ اس کے بعد کوئی خیر ظاہر کردے) شاید عورت مرد کا دل جیت لے اور وہ دوبارہ اسے اپنی بیوی بنالے۔ (۳)

---

(۱) (تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۳۴۶/م ۱۰)
(۲) (توضیح المسائل م ۲۵۲۳۔ تحریر الوسیلہ ج ۲ ص ۳۴۶ م ۱۲)
(۳) (تفسیر نور الثقلین ج ۵/ص ۳۵۲)

سوالات

۱۔ طلاق رجعی کی تعریف کیجئے؟
۲۔ مرد طلاق رجعی میں کتنے طریقوں سے رجوع کر سکتا ہے؟
۳ طلاق شدہ عورت کس طرح زوجہ کے حکم میں ہے؟
۴۔ کیا طلاق شدہ عورت اپنی ضروریات کیلئے گھر سے باہر نکل سکتی ہے؟
۵۔ رجوع کرنے کا فلسفہ کیا ہے؟

تیرہواں سبق

عدّہ

عدّہ (عین پر زیر، دال پر تشدید اور زبر) عدد سے لیا گیا ہے۔

عدہ لغت میں، گروہ، شمار کرنا، شوہر کی حفاظت کے بعد عورت کے سوگ کی مدت، عورت کے حیض یا پاکی کی مدت کو کہتے ہیں۔

اصطلاح فقہاء میں طلاق اور نکاح کے ختم ہونے یا شوہر کی حفاظت کے بعد انتظار شرعی کی مدت کو عدہ کہتے ہیں۔ جس کے بعد وہ دوسری شادی کر سکتی ہے۔(۱)

عدہ کے اسباب۔

(۱)۔وفات (۲)۔طلاق (۳)۔عیب کی وجہ سے نکاح کا باطل ہو جانا (۴)۔نکاح باطل کر دینا جیسے مسلمان سے مرتد، مرتد سے مسلمان ہونا یا دودھ پلانا وغیرہ (۵)۔غلطی سے (کسی کو اپنی بیوی سمجھ کر) ہمبستری کرنا (۶)۔عقد موقت کی مدت کا ختم ہو جانا یا مدت کا معاف کر دینا۔

پہلی صورت کے علاوہ ان تمام صورتوں میں شرط ہے کہ ہم بستری بھی کی ہو۔(۲)

---

(۱)(لغت نامہ دھخدا ج ۳۴ ص ۱۳۰)

(۲)(تحریر الوسیلہ ج ۲ ص ۳۳۵ م ۸)

عدہ کی قسمیں۔

۱۔عدۂ فراق ۲۔عدۂ وفات ۳۔شوہر کا غائب ہو جانا

۴۔غلطی سے کسی کو اپنی بیوی سمجھ کر ہمبستری کر لینا۔

وضاحت

۱۔**عدۂ فراق** ۔عقد دائم میں نکاح کے ٹوٹنے یا توڑ دینے یعنی طلاق دے دینے اور عقد موقت میں مدت ختم ہونے یا بخش دینے کے بعد کی مدت کو عدۂ فراق کہتے ہیں۔

اس کے احکام مندرجہ ذیل ہیں۔

(الف) عقد دائم میں عدہ کی مدت :۔

۱۔تین طہر، اس عورت کیلئے جس کو۔

(۱) ہر مہینہ ایک مرتبہ حیض آتا ہے۔

(۲) ہر مہینہ ایک سے زیادہ مرتبہ حیض آتا ہے۔

(۳) ہر دو مہینہ میں ایک بار حیض آتا ہے۔

(۴) جب دو حیض کے درمیان پاکی کی مدت تین مہینے سے کم ہو۔

۲۔ تین (قمری) مہینے، ان عورتوں کیلئے جو۔

(۱) سن حیض کو پہنچ چکی ہیں لیکن ابھی حیض نہیں آیا ہے۔

(۲) بیماری، حمل یا دودھ پلانے کی وجہ سے حیض نہیں آیا ہے۔

(۳) حیض آتا ہے لیکن دو حیض کے درمیان پاکی کی مدت تین مہینے یا اس سے زیادہ ہو۔

۳۔حاملہ عورت کے بچہ کے ساقط ہو جانے یا پیدائش تک۔

(ب)۔ عقد موقت میں عدہ کی مدت

۱۔ماہانہ عادت رکھنے والی عورت کے لئے دو کامل حیض۔

۲۔حاملہ کے لئے بچہ کی ولادت۔

۳۔ پینتالیس دن اس عورت کے لئے جو حیض کے سن میں ہے لیکن ابھی خون حیض نہیں دیکھا ہے۔(۱)

۲۔ **عدۂ وفات**۔شوہر کے انتقال کے بعد دوسری شادی سے پرہیز کرنیکی مدت کوعدہ وفات کہتے ہیں۔

حاملہ و غیر حاملہ کے عدّہ وفات کے احکام:۔

(الف)۔**غیر حاملہ کا عدہ**،چار مہینہ دس دن ہے چاہے کمسن ہو یا بڑی، یائسہ ہو یا غیر یائسہ،ہمبستری کی گئی ہو یا نہیں۔عقد دائمی ہو یا موقت وغیرہ۔

(ب)۔**حاملہ عورت کا عدہ** ،بچہ کی ولادت اور چار مہینے دس دن کی مدت میں جو طولانی ہو۔لیکن اگر چار مہینے دس دن گذر جانے سے پہلے بچہ پیدا ہو جائے تو شوہر کے انتقال کے بعد چار مہینے دس دن انتظار کرنا ضروری ہے۔(۲)

تین نکات

۱۔عدّہ کی گنتی کا معیار قمری مہینہ ہے۔(۳)

۲۔عدّۂ وفات کا آغاز شوہر کی موت کی اطلاع ملنے سے ہوتا ہے چاہے شوہر لا پتہ اور غائب ہو یا حاضر ہو۔لہٰذا اگر کسی سبب سے عورت کو موت کی خبر نہ مل سکے تو جب بھی اطلاع ملے اطلاع ملتے ہی وہ عدہ رکھے گی۔(۴)

---

(۱)(توضیح المسائل م۲۵۱۴۔تحریر الوسیلہ ج۲/ص۳۷۔۳۳۵/م۱۴۔۱۱۔۵)

(۲)توضیح المسائل م۲۵۱۸/تحریر الوسیلہ ج۲/ص۳۳۸)

(۳)(تحریر الوسیلہ ج۲/ص۳۳۸/م۴)

(۴)(توضیح المسائل م۲۵۲۰/تحریر الوسیلہ ج۱/ص۳۴۰/م۸)

۳۔ جو عورت عدّہ وفات میں ہواس کے لئے رنگ برنگا لباس پہننا، سرمہ لگانا اور اسی طرح زینت وآرائش کے امور انجام دینا حرام ہے۔(۱)

۴۔ لاپتہ شوہر کا عدّہ ۔اگر کوئی مرد غائب ہو جائے جس کی کوئی خبر معلوم نہ ہو اور اس کی موت وحیات کا بھی علم نہ ہو تو اگر عورت کے اخراجات کے لئے کافی مال موجود ہو یا کوئی اس کا سرپرست ہو یا کوئی مفت میں اس کے اخراجات کی ذمہ داری لے لے تو عورت کیلئے صبر وانتظار کرنا ضروری ہے اور جب تک شوہر کی موت یا اپنے طلاق کا علم نہ ہو جائے دوسری شادی کرنا جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر شوہر کا مال نہ بچا ہو یا کوئی سرپرست نہ ہو اور نہ ہی کوئی مفت میں اس کے اخراجات پورے کرسکتا ہو تب بھی صبر کرے۔ لیکن اگر شادی کرنا چاہتی ہے تو حاکم شرع کے پاس جائے حاکم شرع عورت کو چار سال کی مہلت دے گا اور اس دوران اس کے شوہر کا پتہ لگایا جائے گا اور اس کی موت وحیات کا علم نہ ہو سکا تو حاکم شرع اس مرد کے وکیل یا ولی کو طلاق دینے کا حکم دے گا۔ طلاق نہ دینے پر اس کو مجبور کیا جائے گا لیکن اگر ولی نہ ہو یا طلاق نہ دے رہا ہو تو حاکم شرع خود طلاق دے گا۔ پھر عورت چار مہینے دس دن کا عدہ رکھ کر دوسری شادی کرسکتی ہے۔(۲)

اگر تلاش وجستجو اور (چار سال کی) مدت تمام ہونے کے بعد شوہر واپس آجائے اور عورت کا طلاق نہ ہوا ہو تو وہ اس کی بیوی ہے لیکن اگر دوسری شادی کرچکی تھی تو پہلے شوہر کا اس عورت پر کوئی حق نہیں ہے اور اگر عدّہ کے دوران واپس آیا ہے تو اختیار ہے چاہے عورت کی طرف رجوع کر لے یا عدّہ ختم ہونے کا انتظار کرے اور پھر اس سے

(۱) (توضیح المسائل م ۲۵۱۸)

(۲) (۲) (تحریر الوسیلہ ج ۲ /ص ۳۴۰ م ۱۱)

جدا ہو جائے۔ اور اگر عدہ تمام ہونے کے بعد اور دوسری شادی سے پہلے پلٹا ہے تو رجوع کرنے کا حق نہیں رکھتا۔(۱)

۴۔ وطی بالشبہہ کا عدہ۔ اگر کوئی اجنبی مرد کسی عورت کو اپنی بیوی سمجھ کر وطی کر لے اور عورت کو علم ہو کہ یہ اس کا شوہر نہیں ہے یا پھر شوہر ہونے کا گمان تھا تو عورت پر عدہ واجب ہے۔(۲)

وطی بالشبہہ کے عدہ کی مدت عدّۂ طلاق کی طرح ہے۔(۳)

---

(۱)(تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۳۴۳/م ۲۳)

(۲)(توضیح المسائل م ۲۵۲۶)

(۳)(تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۳۴۴/م ۱)

سوالات

۱۔ عدّہ کی تعریف اور اقسام بیان کیجئے؟

۲۔ عدّۂ فراق کی تعریف کر کے عقد دائم میں اس کی مدت کو بیان کیجئے؟

۳۔ عقد موقت میں عدہ فراق کی مدت کیا ہے؟

۴۔ عدّۂ وفات کی تعریف اور مدت بیان کیجئے اور عدّۂ وفات میں عورت کی کیا ذمہ داریاں ہیں؟

چودھواں سبق

زوجہ وشوہر کی میراث

ارث، لغت میں ۔ ترکہ، میراث، بچا ہوا اور میت کا وہ مال جو وارث کو ملتا ہے۔(۱)

ارث شرعی اصطلاح میں ۔مرنے والے کا شرعی حق یا مال جس کا مستحق وارث ہوتا ہے جیسے حق قصاص، حق فسخ وغیرہ۔(۲)

اسلام اور میراث

اسلام سے پہلے عورتیں میراث اور دوسرے بہت سے اجتماعی اور سماجی حقوق سے محروم تھیں یہاں تک کہ اموال کی طرح یہ خود بھی میراث سمجھی جاتی تھیں۔(۳)

اسلام نے عورتوں کے مرتبہ کو بلند کرنے اور اجتماعی، سماجی اور انسانی حقوق دینے کے لئے میراث کی صورت میں کچھ قوانین ایجاد کئے ہیں اور مردوں کی طرح براہ راست اور جداگانہ طور پر میراث کا حقدار بنایا ہے۔قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے"لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا"

ماں باپ اور قرابت داروں کے ترکہ میں کچھ حصہ تو خاص مردوں کا ہے اور اسی طرح ماں باپ اور قرابت داروں کے ترکہ میں کچھ حصہ خاص عورتوں کا بھی ہے خواہ ترکہ کم

---

(۱)(لغت نامہ دھوزاج ۵/ص۱۶۳۴)

(۲)(دائرۃ المعارف تشیع ج ۲/ص ۵۷)

(۳)(نساء آیت ۱۹)

ہو یا زیادہ ہر شخص کا حصہ ہماری طرف سے مقرر کیا ہوا ہے۔(۱)

دوسرے مقام پر زوجہ وشوہر کے میراث کے حصہ کو بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے

"وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ"(۲)

اور تمہارے لئے تمہاری بیویوں کے ترکہ کا نصف ہے اگر ان کی اولاد نہ ہو۔ پس اگر ان کی اولاد بھی ہے تو ان کے ترکہ میں سے تمہارا چوتھائی حصہ ہے ان کی وصیتوں یا قرضوں کے بعد اور ان کے لئے تمہارے ترکہ میں سے چوتھائی حصہ ہے اگر تمہاری اولاد نہ ہو اور اگر تمہاری اولاد بھی ہے تو ان کے لئے تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں حصہ ہے، ان وصیتوں کے بعد جو تم نے کی ہیں یا قرضوں کے بعد اگر قرض ہے"۔

عورتوں کا مردوں کے مقابل نصف حصہ کے سلسلہ میں شہید مطہری فرماتے ہیں:۔

اس کا ایک خاص فلسفہ ہے عورت مہر واخراجات، فوجی ٹریننگ، حدود وتعزیرات کے قوانین میں مرد سے مختلف شمار ہوتی ہے۔ اسلام نے مہر ونفقہ کو شادی کے استحکام، فیملی کی آسائش اور شوہر وزوجہ کے آپسی میل ملاپ کے لئے ضروری اور مؤثر بتایا ہے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے مہر ونفقہ نہ ادا کرنا فیملی کی بنیاد میں تزلزل اور کمزوری اور عورت کا بدکاری کی طرف میلان کا سبب بنتا ہے۔ مہر ونفقہ کا بوجھ مرد پر لاد کر عورتوں کی زندگی کے بجٹ کو کم کیا گیا ہے اسی لئے اسلام نے مرد کے لئے عورت سے دوگنی میراث کا قانون بنایا تا کہ اس کے ذریعہ اس پر زیادہ خرچ کی تلافی کی جاسکے۔ لہٰذا مہر ونفقہ کی وجہ سے میراث میں عورت کا حصہ کم ہوتا ہے۔(۳)

---

(۱)(نساء آیت ۷)

(۲)(نساء آیت ۱۲)

(۳)(نظام حقوق زن اور اسلام ص ۲۴۵)

شوہر و زوجہ کی میراث

میراث کا ایک سبب زوجیت ہے۔ زوجہ وشوہر دو شرائط کے ساتھ میراث پائیں گے۔

ا۔ عقد دائمی ہو۔ لہٰذا عقد موقت میں زوجہ وشوہر میراث نہیں پائیں گے۔

۲۔ عورت زوجیت کے بندھن میں ہو۔ (۱)

مندرجہ ذیل دستہ بندی کے لحاظ سے زوجہ وشوہر کی میراث کا حصہ ہے۔

۴/۱۔ اگر عورت مرجائے اور اولاد رکھتی ہو تو ترکہ کا ۴/۱ حصہ شوہر کو ملے گا (چاہے اولاد اس شوہر کی ہو یا دوسرے شوہر کی۔)

۲/۱۔ اگر عورت مرجائے اور کوئی اولاد نہ ہو تو ۲/۱ حصہ شوہر پائے گا۔ (۲)

کلی مال ۔ اگر عورت مرجائے اور شوہر کے علاوہ کوئی نسبی یا سببی وارث نہ ہو تو تمام ترکہ کا مالک شوہر ہے۔ چاہے امام حاضر ہوں یا پردۂ غیب میں۔ (۳)

۸/۱۔ اگر مرد مرجائے اور پہلی یا دوسری زوجہ سے اولاد ہو تو ۸/۱، ترکہ عورت کو ملے گا چاہے عورت ایک ہو یا کئی۔ سب آپس میں ۸/۱ حصہ کو برابر سے تقسیم کرلیں گی۔ (۴)

۴/۱۔ اگر مرد مرجائے اور کوئی اولاد نہ ہو تو ترکہ کا ۴/۱ حصہ بیوی کو ملے گا چاہے ایک بیوی ہو یا متعدد بیویاں اور متعدد ہونے کی صورت میں ۴/۱ حصہ کو اپنے درمیان برابر سے تقسیم کرلیں گی۔ (۵)

---

(۱) (تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۳۹۶/م ۲)

(۲) (توضیح المسائل م ۲۷۷۲)

(۳) (تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۳۹۶/م ۱)

(۴) (توضیح المسائل م ۲۷۷۱-۲۷۷۵)

(۵) (تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۳۹۷/م ۴)

زوجہ و شوہر کی میراث کے احکام

۱۔عورت تمام اموال منقولہ سے میراث پائے گی لیکن زمین اور اس کی قیمت اور خود فضائی اشیاء جیسے عمارت اور درخت سے میراث نہیں پائے گی البتہ اس کی قیمت سے اسے دیا جائے گا۔(۱)

۲۔ جب تک عورت کو اس کا حصہ نہیں دیا گیا ہے بنابر احتیاط واجب جس چیز (عمارت وغیرہ) کی قیمت میراث میں پاتی ہے ان اشیاء میں ورثاء بغیر اجازت تصرف نہیں کرسکتے اور اگر عورت کا حصہ ادا کرنے سے پہلے (میراث کے مال کو) بیچ دیں تو اگر عورت راضی ہے تو یہ معاملہ صحیح ہے ورنہ عورت کے حصہ کا معاملہ باطل ہے۔(۲)

۳۔ اگر عمارت، درخت اور ان جیسی چیزوں کی قیمت لگانا مقصود ہو تو پہلے حساب کرلیں کہ اگر یہ چیزیں کرایہ کے بغیر اجڑنے تک زمین میں باقی رہیں تو ان کی قیمت کتنی ہوگی اور اس قیمت سے عورت کا حصہ ادا کردیں۔(۳)

۴۔ وہ اصل مال جس کی قیمت سے عورت کو میراث ملے گی موت کے وقت موجود ہو لیکن موت کے بعد سے تقسیم کرنے تک اس اصل میں ہونے والی زیادتی اور فائدہ سے میراث نہیں پائے گی۔(۴)

۵۔ قیمت کا معیار ادائیگی کے دن کی قیمت ہے نہ کی شوہر کے مرنے کے دن کی۔ لہٰذا اگر ادائیگی کے وقت قیمت میں کمی یا زیادتی ہو تو اسی لحاظ سے میراث پائے گی۔(۵)

---

(۱)(توضیح المسائل م۲۷۷۱)

(۲)(توضیح المسائل م۲۷۷۲)

(۳)(توضیح المسائل م۲۷۷۳)

(۴)(تحریر الوسیلہ ج۲/ص۳۹۷/م۶)

(۵)(تحریر الوسیلہ ج۲/ص۳۹۸/م۷)

سوالات

۱۔ میراث کی تعریف کیجئے؟

۲۔ اسلام میں عورت کا حصہ مرد کے حصہ سے آدھا کیوں ہے؟

۳۔ زوجہ وشوہر کن شرائط کے ساتھ ایک دوسرے سے میراث پائیں گے؟

۴۔ شوہر وزوجہ کی میراث کا حصہ بیان کیجئے؟

۵۔ عورت کن اشیاء کی وارث ہوگی؟

پندرھواں سبق

نذر

نذر ۔غیر واجب کو اپنے اوپر واجب کر لینا۔(۱)

نذر ۔انسان اپنے اوپر واجب کرے کہ فلاں نیک کام کو انجام دے گا یا فلاں برے کام کو کہ جس کا ترک کرنا بہتر ہے قربۃ الی اللہ چھوڑ دے گا۔(۲)

اقسام نذر

(الف)۔صحیح نذریں :

۱۔معین نذر جیسے۔روزہ، صدقہ، مہینے کے ابتدائی دنوں کی نماز وغیرہ، معین فقیر کو صدقہ دینا وغیرہ، بطور معین کسی امام کی زیارت کرنا۔

۲۔غیر معین نذر جیسے نماز، روزے، صدقہ یا کوئی کام جسے قربۃ الیٰ اللہ کی نیت سے انجام دیا جائے مگر اس کا وقت اور مقدار معین نہ کرے، کسی کام کو چھوڑنے کی نذر۔

(ب)۔باطل نذریں :

۱۔جسے مجبور کیا گیا ہو۔(نذر کیلئے)

۲۔جو غصہ میں بے قابو ہو کر نذر کرلے۔(۳)

---

(۱)(المنجد)

(۲)(توضیح المسائل م ۲۶۴۰)

(۳)(توضیح المسائل م ۲۶۴۲)

۳۔شوہر کی اجازت کے بغیر عورت کی نذر۔(۱)

۴۔غیر ممکن کاموں کی نذر (مثلاً کوئی کربلائے معلیٰ پیدل سفر کرنے کی سکت نہیں رکھتا اور وہ پیدل جانے کی نذر کرلے۔)(۲)

۵۔حرام یا مکروہ کام کو انجام دینے اور واجب یا مستحب کو ترک کرنے کی نذر۔(۳)

۶۔بچہ کی نذر، چاہے وہ ممیز اور دس سال کا کیوں نہ ہو۔(۴)

(بعض باطل نذروں کا تذکرہ احکام نذر کی بحث میں کیا گیا ہے۔)

احکام نذر

۱۔نذر میں صیغے پڑھنا ضروری ہیں لیکن اس کا عربی میں پڑھنا لازم نہیں ہے۔لہٰذا اگر کوئی کہے کہ میرا مریض شفایاب ہوگیا تو قربۃً الی اللہ میں دس روپے فقیر کو دوں گا تو اس کی نذر صحیح ہے(۵)

۲۔نذر ایسی ہو جس کا کرنا یا نہ کرنا ممکن ہو اور دینی یا دنیاوی رجحان پایا جاتا ہو ورنہ اس کی انجام دہی ضروری نہیں ہے۔لہٰذا حرام یا مکروہ کے انجام دینے یا مستحب اور واجب کے ترک کرنے کی نذر کرنا صحیح نہیں ہے اور مباح کام (جس کا کرنا یا نہ کرنا برابر ہے) کے کرنے یا نہ کرنے کی نذر اور ناممکن کاموں کی نذر صحیح نہیں ہے۔(۶)

۳۔اگر کسی معین دن روزہ رکھنے کی نذر کرے تو اسی دن روزہ رکھنا ضروری ہے

---

(۱)(توضیح المسائل م ۲۶۴۷)

(۲)(توضیح المسائل م ۲۶۴۸)

(۳)(تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۱۱۷/م ۲)

(۴)(توضیح المسائل م ۲۶۴۱)

(۵)(توضیح المسائل م ۴۹۔۲۶۴۷)

(۶)(توضیح المسائل م ۲۶۵۳)

لیکن اگر اس دن سفر پر چلا جائے تو اس کی قضا کرنا واجب ہے۔(۱)

۴۔ اگر انسان اختیاری طور پر نذر پوری نہ کرے تو کفارہ دینا ہوگا یعنی ایک غلام آزاد کرے یا ساٹھ فقیروں کو کھانا کھلائے یا دو مہینہ مسلسل روزہ رکھے۔(۲)

۵۔ اگر ائمہ یا امام زادوں کے حرم کیلئے کوئی چیز نذر کرے تو اسے اس کے مصرف تک پہنچانا ضروری ہے جیسے فرش، پردہ وغیرہ لیکن اگر خود امام یا امامزادہ کیلئے نذر کی ہے تو خدّام کو بھی دے سکتا ہے جسے حرم یا دیگر امور خیر کے لئے صرف کیا جائے اور اس کا ثواب امام یا امام زادہ کو ہدیہ کردے۔(۳)

۶۔ اگر کوئی خود امامؑ یا امام زادہ کیلئے کوئی چیز نذر کرے اور معین مصرف کا ارادہ رہا ہو تو وہیں صرف کرے ورنہ فقراء اور زائرین کو دیدے یا مسجد وغیرہ بنوادے اور اس کا ثواب امامؑ یا امام زادہ کو ہدیہ کردے۔(۴)

۷۔ جس گوسفند (بھیڑ) کو صدقہ یا کسی امام کیلئے نذر کیا ہے اس کی کھال وغیرہ نذر کا جز ہے اگر نذر کی بھیڑ مصرف تک پہنچنے سے پہلے دودھ دینے والی ہوجائے یا بچہ دیدے تو انھیں بھی نذر کے مصرف تک پہنچائیں گے۔(۵)

عہد و قسم

۱۔ اگر کوئی خدا سے عہد کرے کہ میری شرعی حاجت پوری ہوجائے گی تو میں فلاں نیک کام کروں گا تو حاجت پوری ہونے کے بعد اس کا انجام دینا ضروری ہے اور اگر بغیر حاجت کے کسی نیک کام کے کرنے کا عہد کرے تو یہ بھی واجب ہے۔(۶)

---

(۱)(توضیح المسائل م ۲۶۵۳)

(۲)(توضیح المسائل م ۲۶۵۴)

(۳)(توضیح المسائل م ۲۶۶۲)

(۴)(توضیح المسائل م ۲۶۶۳)

(۵)(توضیح المسائل م ۲۶۶۴)

(۶)(توضیح المسائل م ۲۶۶۷)

۲۔نذر کی طرح عہد میں بھی صیغہ پڑھا جائے گا اور جس کام کے انجام دینے کا عہد کیا ہے اس کا ترک کرنا انجام دینے سے بہتر نہ ہو۔(۱)

۳۔عہد کے خلاف ورزی کرنے کی صورت میں کفارہ دینا ضروری ہے یعنی ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا دو مہینے روزہ رکھے یا ایک غلام آزاد کرے۔(۲)

۴۔قسم کی تین قسمیں ہیں۔

(الف)۔گذشتہ،موجودہ یا آئندہ زمانہ میں کسی چیز کے واقع ہونے کی تاکید کیلئے قسم کھانا باطل ہے۔اور اگر خبر دینے والا عمداً جھوٹ بول رہا ہو تو گناہگار بھی ہوگا۔

(ب)۔قسم مُنا شدہ۔جس میں طلب و درخواست پائی جاتی ہو جیسے کوئی یہ کہے کہ"خدا کے لئے اس کام کو انجام دو"

(ج)۔قسم عقد۔جس چیز کی عادت پڑ گئی ہے اور جس میں انسان مبتلا ہے اس کو آئندہ انجام دینے یا ترک کرنے کی تاکید کیلئے قسم کھانا مثلاً یہ کہے"خدا کی قسم روزہ رکھوں گا،سگریٹ نوشی وغیرہ نہیں کروں گا"

قسم کی تمام شرائط پورے ہونے کی صورت میں یہ قسمیں منعقد ہو جاتی ہیں اس کی ادائیگی واجب اور مخالفت حرام ہے۔مخالفت کی صورت میں کفارہ دینا ہوگا۔(یعنی اگر عمداً مخالفت کی ہے تو ایک غلام آزاد کرے یا دس فقیر کو کھانا کھلائے یا انھیں کپڑا پہنائے اور اگر یہ ممکن نہیں ہے تو تین روزہ رکھے۔)(۳)

---

(۱)(توضیح المسائل م ۲۶۶۸)

(۲)(توضیح المسائل م ۲۶۶۹)

(۳)(توضیح المسائل م ۲۶۷۰، تحریر الوسیلہ ج ۲/ص ۱۱۱)

شرائط قسم

ا۔قسم کھانے والا بالغ وعاقل ہواور قصد واختیار سے قسم کھائے۔

۲۔جس کام کے انجام دینے کی قسم کھا رہا ہے وہ مکروہ اور حرام نہ ہوں اور جس کام کے ترک کرنے کی قسم کھائی ہے وہ مستحب اور واجب نہ ہوں۔

۳۔خدا کے کسی نام سے قسم کھائے خدا کے نام کے علاوہ کسی سے قسم منعقد نہیں ہوگی جیسے اللہ، خدا۔

۴۔قسم کو زبان پر جاری کرے لیکن اگر گونگا اشارہ سے قسم کھائے تو صحیح ہے۔

۵۔قسم پر عمل کرنا ممکن ہو۔(۱)

"یاد دھانی"

پیغمبر اکرمؐ ، ائمہؑ اطہار ، دیگر ذوات مقدسہ ، قرآن مجید، کعبہ شریف کے علاوہ مشاہدات مقدسہ اور محترم مکانات کے ذریعہ قسم کھانے سے قسم منعقد نہیں ہوگی۔(۲)

---

(۱)(توضیح المسائل م۲۶۷۱)

(۲)(تحریر الوسیلہ ج ۲/ص۱۱۲/م۵)

سوالات

۱۔ نذر کی تعریف کیجئے؟
۲۔ بعض باطل نذروں کا تذکرہ کیجئے؟
۳۔ کفارۂ نذر بیان کیجئے؟
۴۔ قسم کی قسموں کی وضاحت کیجئے؟
۵۔ شرائط قسم تحریر کیجئے؟

سولہواں سبق

حج

خانۂ کعبہ کی زیارت اور وہاں بعض اعمال کو انجام دینے کا نام حج ہے جس کا حکم دیا گیا ہے۔(۱)

اھمیت حج:

حج دین کا ستون ہے اور اس کا ترک کرنا گناہ کبیرہ ہے۔(۲)

امام محمد باقرؑ نے فرمایا

"بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلیٰ خَمْسٍ .... والحج "اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے ان میں سے ایک حج ہے۔(۳)

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا "لَا یَزَالُ الدِّیْنُ قَائِمًا مَا قَامَتِ الْکَعْبَۃُ" جب تک کعبہ باقی ہے دین قائم رہے گا۔(۴)

وجوب حج کی کیفیت

تمام عمر میں حج ایک بار واجب شرعی ہے اور شرائط پائے جانے کی صورت میں

---

(۱)(توضیح المسائل م ۲۰۳۶)

(۲)(تحریر الوسیلہ ج ۱/ص ۳۷۰)

(۳)(وسائل الشیعہ ج ۱/ص ۷)

(۴)(وسائل الشیعہ ج ۸/ص ۱۴)

واجب فوری ہے یعنی استطاعت کے پہلے ہی سال حج انجام دے اور تاخیر نہ کرے اور اگر پہلے سال نہیں کیا تو آئندہ سال بجالائے یا پھر اس کے بعد۔(۱)

اگر استطاعت کے پہلے سال حج نہ کرے اور پھر کسی مرض، کمزوری یا بڑھاپے کی وجہ سے حج نہ کر سکے اور خود حج کرنے سے مایوس ہو گیا ہو تو کسی کو نائب بنائے۔ بلکہ اگر استطاعت کے پہلے سال مرض، بڑھاپے یا کمزوری کی وجہ سے حج نہ کر سکے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ کسی کو اپنی طرف سے حج کی ادائیگی کیلئے نائب بنائے۔(۲)

وجوب حج کے شرائط

۱۔بالغ ہو ۲۔عاقل ہو ۳۔آزاد ہو

۴۔حج پر جانے کی وجہ سے کسی فعل حرام کے ارتکاب کا اندیشہ نہ ہو کہ جس کا ترک کرنا شرعاً حج سے زیادہ اہم ہو یا کسی واجب عمل کو ترک کرنا پڑے جو حج سے زیادہ اہم ہو۔ ۵۔مستطیع ہو۔(۳)

وضاحت

۱۔بچہ پر حج واجب نہیں ہے چاہے وہ بالغ ہونے کے قریب ہو لیکن اگر تمیز دار بچہ جس میں بلوغ کے علاوہ باقی شرائط موجود ہیں حج کرے تو اس کا حج صحیح ہے لیکن حجۃ الاسلام یعنی حجِ واجب سے کفایت نہیں کرے گا۔(۴)

۲۔استطاعت چند چیزوں سے حاصل ہوتی ہے

(الف)۔زادراہ اور سفر کی ضروری اشیاء، سواری اور مال وغیرہ موجود ہوں جس کا تذکرہ مفصل کتابوں میں ہے۔

---

(۱)(توضیح المسائل م۲۰۴۸)

(۲)تحریر الوسیلہ جلد۲/ص۳۰۷/م۱

(۳)(توضیح المسائل م۲۰۴۸)

(۴)(توضیح المسائل م۲۰۳۶)

(ب)۔ صحیح وسالم اور قوی ہوتا کہ مکہ پہنچ کر حج کر سکے۔

(ج)۔ راستہ میں کوئی رکاوٹ نہ ہو لیکن اگر راستہ مسدود ہو یا انسان کو جان، مال کی بربادی اور عزت لٹنے کا خطرہ ہے تو حج واجب نہیں ہے اور اگر دوسرے راستوں سے جانا ممکن ہو چاہے مسافت طولانی ہو اور راستہ اجنبی اور دشوار گذار نہ ہو تو اسی راستہ سے جا کر حج کرے۔

(د)۔ مناسک حج انجام دینے کیلئے کافی وقت ہو۔

(ھ)۔ واجب النفقہ افراد جیسے زوجہ، بچے وغیرہ کا خرچ رکھتا ہو۔

(و)۔ واپسی کے بعد کمائی، زراعت، یا ذریعۂ معاش کے راستے ہموار ہوں تا کہ تکلیف کے ساتھ زندگی نہ بسر کرے۔(۱)

۳۔ جس شخص کو ایک ذاتی گھر کی ضرورت ہے اس پر حج اس وقت واجب ہوگا جب گھر کا پیسہ بھی موجود ہو۔(۲)

چند سوالات اور ان کے جوابات

سوال ۱۔ کسی شخص کے پاس حج کرنے کیلئے آنے جانے بھر پیسہ موجود ہے لیکن ذاتی مکان نہیں ہے جبکہ مکان کی ضرورت ہے تو کیا حج کرے یا مکان خریدے؟

جواب ۱۔ ذاتی گھر نہ ہونے سے استطاعت ختم ہو جاتی ہے لہٰذا گھر خریدے۔(۳)

سوال ۲۔ وہ مستطیع افراد جنھوں نے ابھی شادی نہیں کی ہے وہ پہلے حج کریں یا شادی؟

---

(۱)(توضیح المسائل م ۲۰۳۶)

(۲)(توضیح المسائل م ۲۰۳۷)

(۳)(استفتاء ج ۱/ص ۴۳۴)

جواب ۔۲۔ اگر شادی ضروری ہے تو اس وقت مستطیع ہوں گے جب حج کے اخراجات کے علاوہ شادی کے اخراجات بھی ہوں۔(۱)

سوال ۳۔ کوئی شخص مستطیع ہے اور حج کرنے کی طاقت بھی ہے لیکن حج کرنے کے بجائے کیا وہ مسجد بنوا سکتا ہے؟

جواب ۳۔ حج کرنا ضروری ہے اور مسجد بنوا دینے سے حج ساقط نہیں ہو جائے گا۔(۲)

سوال ۴۔ کوئی شخص حج پر جانے کی استطاعت رکھتا ہے لیکن ملک میں پیش آنے والے شرائط کے مدنظر کیا وہ حج کرنے کے بجائے اس پیسہ کو کسی ضروری مقام پر صرف کر سکتا ہے اس طرح سے کہ حج واجب کیلئے کفایت کرے؟

جواب ۴۔ مستطیع پر حج کی ادائیگی لازم ہے اور مذکورہ مقامات پر پیسہ خرچ کرنے سے حج واجب ساقط نہیں ہوگا۔(۳)

---

(۱) (استفتاء ج۱/ص ۴۳۷)

(۲) (استفتاء ج۱/ص ۴۳۷)

(۳) استفتاء ج۱/ص ۴۳۷

سوالات

۱۔ حج کی تعریف کیجئے اور اس کی اہمیت پر ایک حدیث تحریر کیجئے؟

۲۔ حج کے واجب فوری ہونے کا کیا مطلب ہے؟

۳۔ وجوب حج کے شرائط لکھئے؟

۴۔ کتنی چیزیں استطاعت میں شمار ہوتی ہیں اختصار سے بیان کیجئے؟

۵۔ جس شخص کیلئے شادی کرنا ضروری ہے وہ کب مستطیع ہوگا؟

تمت بالخیر